

نذر خلافت

31

تنظيم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

سلسل اشاعت کا
31 واں سال

تنظیم اسلامی کا ترجمان

۱۷ محرم الحرام ۱۴۴۴ھ / ۲۲ آگسٹ ۲۰۲۲ء

کیا واقعی ہم آزاد ہیں؟

جشن آزادی کا دن گزرا، سب نے بہت جوش خوش سے منایا۔ باجے بجائے، گانے لگائے، آتش بازی کی، خوشیاں منائی گئی، جی ہم آزاد ہیں۔ بالکل ہم آزاد تو ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ہم اخلاقیات سے بھی آزاد ہیں؟ کیا ہم احساسات سے بھی آزاد ہیں؟ اور کیا ہم احترام سے بھی آزاد ہیں، ہم آزاد تو ہیں لیکن غلام ہیں ہم نفس کے، سوچ کے اور جہالت کے تو جناب بہت ہی افسوس سے لکھنا پڑ رہا ہے کہ ہم اپنی آنے والی نسلوں کو کیا سوچ دے رہیں؟ آزادی کو کس چیز سے تشبیہ دے رہے ہیں؟ ہم آزادی کو آزاد چیز کی طرح سمجھنے کی بجائے آزاد جنگی جانور کی طرح سمجھ رہے ہیں تو پھر اشرف الخلوقات انسان اور حیوانات میں فرق کیا؟ کیا آزادی صرف باجا بجا نہ، موڑ سائکل کا سالمندر نکال کر شور شرابہ کرنا، ڈانس کرنا اور بے جالوں کو ٹنگ کرنے کا نام ہے کیا؟ کیا جہنم الہ رانا اور فضولیات ہی آزادی ہے۔ آپ کے کتنے بچوں کو علم ہے کہ پاکستان کیوں بنیا؟ افسوس اگر آپ اپنے بچے کو باجائے کر دینے کی بجائے یہ بتاتے کہ ”پاکستان کا مطلب کیا: لا الہ الا اللہ“

اس کو بتاتے کہ یہ جہنم کیوں لہرایا جا رہا ہے۔ اپنے بچوں کو بتاتے کہ قائدِ اعظم محمد علی جناح نے 18 لاکھ بندے کیوں شہید کروائے۔ اپنے بچوں کو بتاتے کہ 70 ہزار مسلمانوں کی بہن بیٹیاں کیوں اٹھا کر لے گئے سنکھے ہندو۔ اپنے بچوں کو بتاتے کہ مسلمانوں نے اپنی بیٹیوں کے گلے کیوں کاٹے۔ اپنے بچوں کو بتائیں کہ مسلمانوں کی بہن بیٹیوں نے دریاوں اور کنوں میں کیوں چھلانگ لگائی۔ یہ بتائیں ساری قوم کو کہ پاکستان کتنی قربانیوں سے بنا اور ان قربانیوں کو ہم فضولیات میں رایگاں نہیں جانے دیں گے۔ ان قربانیوں کی باجے بجا کر تذلیل نہیں کریں گے۔

بتائیں اپنی اولادوں کو کہ 1857ء سے لے کر 1947ء تک کتنے علماء کرام اور مشائخ چھانسی چڑھے۔ کیا پاکستان اسی لیے آزاد ہوا تھا کہ آپ فضولیات کریں۔ کیا لاکھوں شہداء کا خون ہم رایگاں جانے دیں گے۔ اگر آپ حقیقی معنوں میں آزادی چاہتے ہیں تو پھر بجائے فضولیات کے آپ معاشرے میں آزادی کی فضاظا قائم کریں۔ غلامانہ سوچ سے آزادی، نفس سے آزادی، گناہوں سے آزادی، معاشرے کی ہر برائی سے آزادی، طاقتور اور کمزور کے فرق سے آزادی، رشوت خوری سے آزادی، سملنگ سے، ناجائز تجواذبات سے اور فحشیات سے آزادی، تو پھر آپ صحیح معنوں میں آزاد ہوں گے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ وطن عزیز کو بتا قیامت سلامت رکھے۔ دشمنان پاکستان اور دشمنان اسلام کے شر سے محفوظ رکھے اور ہماری قوم کو ہدایت دے اور حقیقی معنوں میں گناہوں سے اور ہر برائی سے اور ہر قسم کی مشکلات سے آزادی عطا فرمائے۔ آمين

ثاقب محمود

اس شمارے میں

امیر سے ملاقات (6)

خود احتسابی زندہ قوموں کا شعار

سال نو..... (2)

Revitalization of Faith:....

کوئی چارہ ساز ہوتا.....

ایک سالہ رجوع الی القرآن کو رس



فرعون کی غضبنا کی اور جادوگروں کی ثابت قدمی

﴿ آیات: 49 تا 1 ﴾

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿ سُورَةُ الشَّعْرَاءَ ﴾

قَالَ أَمْنُتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ أَذَنَ لَكُمْ ۝ إِنَّهُ لَكَبِيرٌ كُمُ الَّذِي عَلِمْتُمُ السِّحْرَ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۝
لَا قَطِعَنَّ أَيْدِيْكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ مِنْ خَلَافٍ وَلَا وَصِلَبَنَّكُمْ أَجْمَعِينَ ۝ ۲۹ ۷۹ قَالُوا لَا ضَيْرٌ إِنَّا
إِلَى رَبِّنَا مُنْقَلِبُونَ ۝ ۸۰ إِنَّا نَطَعُمَ يَغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطِيْنَا أَنْ كُنَّا أَوَّلَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ ۵۱

آیت: ۲۹ ﴿ قَالَ أَمْنُتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ أَذَنَ لَكُمْ ﴾ ”فرعون نے کہا: کیا تم لوگ ایمان لے آئے ہو اس سے پہلے کہ میں تمہیں اجازت دیتا!“

فرعون نے کہا کہ تمہاری یہ جرأت کہ میری اجازت کے بغیر تم لوگوں نے موئی اور ہارون کے رب پر ایمان لانے کا اعلان کر دیا! ﴿ إِنَّهُ لَكَبِيرٌ كُمُ الَّذِي عَلِمْتُمُ السِّحْرَ ﴾ ”یقیناً یہ تمہارا بڑا ہے جس نے تمہیں جادو سکھایا ہے۔“

مجھے تمہاری سازش کا پتا چل گیا ہے۔ یقیناً یہ تمہارا استاد ہے جس سے تم جادو سکھتے رہے ہو۔ تمہارا یہاں آنا اور مقابلہ کرنا محض ایک ڈھونگ تھا اور اب اس سے یوں تمہارا ہمارا نیلنا تمہاری باہمی ملی بھگت کا نتیجہ ہے۔

﴿ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۝ ﴾ ”تو بہت جلد تمہیں (اس کا انجام) معلوم ہو جائے گا۔“

﴿ لَا قَطِعَنَّ أَيْدِيْكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ مِنْ خَلَافٍ وَلَا وَصِلَبَنَّكُمْ أَجْمَعِينَ ۝ ۷۹ ۵۰ ﴾ ”میں تمہارے ہاتھ اور پاؤں کا ٹڈاں کا مخالف سمت سے اور تم سب کو سولی پر لڑکا دوں گا۔“

آیت: ۵۰ ﴿ قَالُوا لَا ضَيْرٌ إِنَّا إِلَى رَبِّنَا مُنْقَلِبُونَ ۝ ۸۰ ﴾ ”انہوں نے کہا: کوئی پرواہیں! یقیناً ہم اپنے رب کی طرف ہی لوٹ کر جانے والے ہیں۔“

آیت: ۵۱ ﴿ إِنَّا نَطَعُمَ يَغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطِيْنَا ﴾ ”یقیناً ہم امید رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہماری خطاؤں کو بخشن دے گا۔“

اب ہماری ایک ہی خواہش ہے کہ ہمارا رب ہماری پچھلی خطاؤں سے درگز فرمائے۔

﴿ أَنْ كُنَّا أَوَّلَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ ۵۱ ﴾ ”کہ ہم ہی سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں۔“

کہ ہم نے سب سے پہلے اللہ کے رسول کی تصدیق کی ہے اور کوئی دوسرا اس معاملے میں ہم پر سبقت نہیں لے جاسکا۔

صدقہ کی برکات

رس
حدیث

عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ مِيَتَةَ السُّوءِ))
(رواہ الترمذی)

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ”صدقہ اللہ کے غضب کوٹھنڈا کرتا ہے اور بری موت سے بچاتا ہے۔“

تشریح: صدقہ ایک بہترین عمل ہے۔ صدقہ کئی بھلاکیوں کے دروازے کھولتا ہے اور کئی برائیوں کے دروازے بند کرتا ہے۔ صدقہ عمر اور مال میں برکت کا ذریعہ ہے۔ صدقہ بلاوں کو روکتا ہے اور بری موت سے بچاتا ہے۔

نذرِ خلافت

تناخلافت کی بناء دنیا میں ہو پھر استوار
لگبین سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تanzeeem اسلامی کا ترجمان افظاً خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

17 تا 23 محرم الحرام 1444ھ جلد 31
31 تا 16 اگست 2022ء شمارہ 31

حافظ عاکف سعید مدیر مسئول

ایوب بیگ مرزا مدیر

فرید اللہ مروٹ ادارتی معاون

نگان طباعت: شیخ حیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تanzeeem اسلامی

"دارالاسلام" ملتان روڈ چونک لاہور۔ پوٹل کوڈ 53800
فون: 042 35473375 فax: 35869501-03

E-Mail: markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36- کے ماذل ناؤں لاہور۔
فون: 54700 35834000 Email: nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زر تعاون

اندرون ملک..... 800 روپے

بیرون پاکستان

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (14300 روپے)

انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (10800 روپے)

ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر

"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال

کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

Email: mactaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء
سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

سال نو.... (2)

گزشتہ شمارے میں ہم نے سال نو کے آغاز پر ملکی صورت حال پر تبصرہ کیا تھا اور سال بھر میں متوقع واقعات اور خدشات کا ذکر کیا تھا۔ اسی پس منظر میں اب عالمی حالات پر بات کریں گے۔ میں الاقوامی حالات کا سرسری جائزہ ہی اس بات کی نشاندہی کر دیتا ہے کہ دنیا اس وقت بارود کے ایک ڈھیر پر پیٹھی ہوئی ہے اور کئی ممالک دیا سلامی جلانے کی کوشش میں مشغول نظر آتے ہیں۔ ایک طرف "شیطان بزرگ" امریکہ مشرق وسطی میں اسرائیل کے مقاصد کو آگے بڑھانے کی بھرپور کوشش میں مصروف ہے۔ جو باہمیں کا حالیہ دورہ اسرائیل اور پھر سعودی عرب اسی منصوبے کی ایک کڑی تھی۔ کون نہیں جانتا کہ ناجائز صہیونی ریاست کا اصل ہدف گریٹ اسرائیل کا قیام ہے جس کو حاصل کرنے کے لیے وہ خود بھی جنگ و جدل میں مصروف رہتا ہے اور اپنے پشتی بان امریکہ کو بھی مشرق وسطی میں جنگوں میں جھونک دیتا ہے اور امریکہ ایک اچھے غلام کی طرح اسرائیل کی ہر خواہش پر آمئنا و صد قُنا کہتا ہے۔ پھر "ابراہیم اکارڈز" کے نام پر دیگر عرب ممالک کو رام کرنے کی چال چلی جا رہی ہے۔ جو باہمیں کے دورہ سعودی عرب میں جہاں ایک طرف تیل کی پیداوار میں اضافے، انسانی حقوق خاص طور پر جمال خاشقجی کے معاملے پر سرزنش اور ایران کے خلاف ایک محاذ بنانا مقصود تھا تو دوسری طرف اسرائیل کو تسلیم کروانے کی بھی بھرپور جدوجہد کی گئی۔ اگرچہ سعودی عرب نے اسرائیل کے لیے اپنی فضائی حدود کھول دیں جو انہی کی قابل تشویش ہے البتہ جو باہمیں کو اس کے علاوہ کسی بھی معاملے میں خاصی کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔ حقیقت یہ ہے کہ جو باہمیں کے دورہ سعودی عرب کو اگر بہت سے حوالوں سے ناکام قرار دیا جائے تو غلط نہ ہو گا کیونکہ 1973ء کے oil embargo کے بعد شاید پہلی مرتبہ سعودی عرب نے امریکہ کو سخت جواب دیا ہے۔

دوسری طرف روں، یوکرائن جنگ کے اثرات دنیا بھر میں بری طرح محسوس کیے جا رہے ہیں۔ تیل اور گیس کی قیمتیں آسمان سے با تیس کر رہی ہیں۔ تجزیہ نگاروں کی رائے میں خاص طور پر موسم سرما میں یورپ اور دیگر کئی ممالک کو تیل اور گیس کے شدید بحران کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ دوسری طرف گندم اور کھاد کا بھی بدترین بحران پیش آنے کا خدشہ ظاہر کیا جا رہا ہے۔ روں کی یہ جنگ مستقبل قریب میں ختم ہوتی دکھائی نہیں دے رہی اور عالمی معیشت پر اس کے منفی اثرات یقیناً پڑیں گے۔

امریکہ چین تباہ عہد بھی بڑھتا دکھائی دے رہا ہے۔ امریکہ کے ایوان زیرین کی پیکر نیسی پلوی کا دورہ تائیوان ظاہر کرتا ہے کہ امریکہ بدستور ایک شرپسند اور بد مست ہاتھی کی طرح دنیا بھر میں فساد پھیلانے پر اُترا ہوا ہے۔ کون نہیں جانتا کہ تائیوان چین کے لیے زندگی اور موت کا مسئلہ ہے اور اگر کھی سیدھی انگلیوں سے نہ نکلا تو پھر چین بھی انگلیاں ٹیڑھی کرنے پر مجبور ہو جائے گا۔ پھر امریکہ کا اس خطہ میں بڑا تھادی بھارت ہے جو شر انگلیزی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔ اسرائیل، امریکہ اور متحده عرب امارات کے ساتھ اس کے دفاعی، معاشی اور عسکری معاہدے بڑھتے جا رہے ہیں۔ متحده عرب امارات کا

امریکہ اگلی جنگوں کا میدان ایشیا کو بنانا چاہ رہا ہے۔ ہمارے خطے میں چین، افغانستان اور پاکستان اُس کے بڑے ہدف ہیں۔

پاکستان کا معاملہ یہ ہے کہ ہم شروع ہی سے امریکہ کے گھرے کی محفلی رہے۔ چاہے ایوب خان، ضیاء الحق یا مشرف کے مارشل لاء ہوں یا اُس سے پہلے اور بعد کی جمہوری حکومتیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ 2014ء کے بعد پاکستان نے اپنی پالیسی میں قدرے تنوع پیدا کرنا شروع کیا۔ چین ایک ابھرتی ہوئی طاقت تھی اور ہم نے امریکہ سے ذرا دوری اختیار کرتے ہوئے چین سے معاشی اور عسکری تعاون و روابط بڑھانے شروع کیے۔ یہ معاملہ اپنی جگہ توجہ طلب ہے کہ امریکہ کی گود سے اٹھ کر چین کی گود میں مکمل طور پر بیٹھ جانے کی پالیسی کسی طور بھی مناسب نہیں۔ البتہ ایک فرق بہر حال واضح تھا کہ چین امریکہ کی طرح فوری اور کھلے عام نقصان پہنچانے کا قائل نہیں۔ چین کو اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے اور خطے میں امریکی اور بھارتی سازشوں کو ناکام بنانے کے لیے پاکستان کی بطور اتحادی ضرورت ہے۔ پاک، چین قربت کا بدرجہ اتم اظہار گزشتہ دور حکومت میں ملا جب امریکہ کو Absolutely Not بھی کہا گیا اور Democracy Summit میں شرکت سے بھی انکار کیا گیا۔ لیکن پھر بقول بعض تجزیہ نگاروں کے بیرونی سازش یا مداخلت آڑے آئی اور اب ہم ایک مرتبہ پھر امریکہ کے گھرے کی محفلی بننے جا رہے ہیں۔ آئی ایم ایف کے سامنے سرگوں ہیں اور وقتی اور ذاتی مفادات کی خاطر پھر اس شا طرا امریکہ کے ساتھ تعلقات بڑھا رہے ہیں جس نے تاریخ کے ہر موڑ پر ہمیں ڈسا۔ امریکہ چاہتا ہے کہ پاکستان بھارت کی بالادستی کو قبول کرے، اسرائیل کو تسلیم کرے، چین کے مقابلہ پر اُس کی مکمل مدد کرے، اپنا ایمنی پروگرام روں بیک کر دے اور امریکہ کے ہر حکم پر من و عن عمل کرے۔

پاکستان کو سمجھنا ہوگا کہ دنیا اب دو کمپوں میں واضح طور پر تقسیم ہوتی جا رہی ہے۔ ایک امریکہ کے زیر قیادت مغربی یورپ، بھارت اور اسرائیل کا بلاک ہے۔ دوسری طرف چین اور روس کی زیر قیادت ایک ابھرتا بلاک ہے۔ ہم ہرگز یہ نہیں چاہیں گے کہ پاکستان ان دو میں سے کسی ایک بلاک کا باقاعدہ حصہ بننے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ فی الحال اگر امت مسلمہ کا تصور کوئی عملی شکل اختیار نہیں کر سکتا تو کم از کم کوئی باقاعدہ اسلامی بلاک ہی قائم ہو جائے جو عالمی سطح پر مسلمانوں کے مفادات کا تحفظ کرے۔ اگر مسلمان ممالک موجودہ حالات کے پیش نظر اس کم تر سطح پر بھی مجتمع نہیں ہو پاتے تو۔

نہ سمجھو گے تو مست جاؤ گے اے ہندوستان والو
تمہاری داستان تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

کھل کر اسرائیلی یکمپ میں چلے جانا امت مسلمہ کے لیے لمحہ فکر یہ ہے۔ جب اپنے ہی، گھر کو گرانے کی سازشوں کا حصہ بن جائیں تو غیروں سے کیا گلہ! چین کے ساتھ بھارت کے سرحدی تنازعات بھی حل ہونے کا نام نہیں لے رہے۔ جہاں تک افغانستان کا تعلق ہے تو افغان طالبان کو حکومت قائم کیے ایک برس ہو چکا۔ دنیا بھر کی مخالفت، بدترین معاشی بحران، برادر مسلم ممالک اور دوست ممالک کی طرف سے سرد مہری اور اندر ونی طور پر داعش کے شرپسندوں جیسے چینجڑ کا سامنا ہے۔ اس کے باوجود

اللہ کو ہے پا مردی مومن پر بھروسہ کے مصدق افغان طالبان اپنے نظریہ پر جھے ہوئے ہیں اور ملک کو آگے لے کر بڑھنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ حالیہ امریکی ڈرون حملہ میں مبینہ طور پر القاعدہ کے سربراہ ایمن الطواہری کو کابل میں شہید کر دیا گیا۔ امریکہ کا دو حصہ معاہدے کی کھلے عام دھیاں اڑانا اور الزام افغان طالبان پر دھر دینا انتہائی تشویش ناک ہے۔ معلوم ہوتا ہے افغانستان کے حوالے سے امریکہ اپنی سٹریٹیجی پر ایک بار پھر نظر ثانی کرے گا۔ وہ افغانستان کو بلا روک ٹوک اور آزادی سے مکمل اسلامی نظام کے قیام کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھنا بھی گوارا نہیں کرے گا۔ پاکستان میں زیجم چنج امریکہ کی افغانستان میں کس نئے انداز سے مداخلت کا پیش خیمه ہو سکتی ہے۔ PDM کی حکومت جس طرح امریکہ کے سامنے بچھ گئی ہے ممکن ہے کہ امریکہ اس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے آنے والے دنوں میں افغانستان پر فضائی حملوں کے لیے نہ صرف پاکستان کی فضاؤں کو استعمال کرے بلکہ پاکستان میں اڑوں کے قیام کے لیے دباؤ بھی ڈالے۔ اس حوالے سے موجودہ حکومت خاص طور پر وزیر اعظم کی سوچ کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ وہ عمران خان کا امریکہ کو اڑے دینے کے حوالے سے Absolutely not کہنا انتہائی غلط قرار دیتے ہیں۔ اگر خدا خواستہ عملًا ایسا ہو گیا تو گویا ہم ایک مرتبہ پھر پرانی جنگ کو اپنے صحن میں گھسیٹ لائیں گے جس کا ہمیں بے پناہ نقصان ہوگا کیونکہ اب کی بار افغان ہماری یہ غلطی کسی صورت برداشت نہیں کریں گے۔ دوسری طرف ہم افغان طالبان کو بھی مشورہ دیں گے کہ اگرچہ اس میں کوئی شک کی گنجائش نہیں کہ افغان طالبان نے 20 سال کی بھر پور عسکری جدوجہد کے بعد امریکہ جیسی سپریم پاور آن ارتھ کو شکست دی۔ لیکن یہ سمجھ لینا کہ امریکہ اب ایک بڑی طاقت نہیں رہا بہت بڑی غلطی ہوگی۔ اللہ پر مکمل توکل اور بھروسہ کرنے کے ساتھ ساتھ دشمن کی استعداد کو بھی اچھی طرح جانچنا ضروری ہے۔ امریکہ کی 2012ء سے جاری Pivot to Asia پالیسی اور 2018ء کی نیشنل ڈیپنس سٹریٹیجی اس بات کی واضح نشاندہی کرتی ہیں کہ

خودا چشم اپنے زندگوی میں کا شعار

حافظ عاکف سعید

یہ مضمون سابق امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید کی پندرہ سالہ پرانی تحریر ہے۔ موجودہ حالات کے تناظر میں اس مضمون کی خصوصی اہمیت کے پیش نظر قارئین ندانے خلافت کے لیے قند مکر کے طور پر شائع کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

ارشاد باری تعالیٰ ہے: «بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْعُ مَغْهَةً فَإِذَا زَنْدَگی کا تنقیدی جائزہ لیں۔ ہم اس بات پر غور کریں کہ جن مقاصد کے حصول کے لیے یہ خطة زمین حاصل کیا گیا تھا، یعنی ”ہم حق کا کوڑا برساتے ہیں باطل کی پیٹھ پر تو اس کا دماغ اُن کے حصول کی ہم نے جدو جہد کی یا کہ انہیں بھلا دیا۔ باہر نکل آتا ہے اور وہ نیست و نابود ہو جاتا ہے“۔ علامہ اقبال نے قرآن مجید کی اس آیت کو شعری قالب میں پیش رفت کی یا ہم اُنھیں پھر گئے۔ ہم نے ہندوؤں سے الگ ”قومیت“ کی بنیاد پر علیحدہ ملک حاصل کیا تھا۔

صورت شمشیر ہے دستِ قضا میں وہ قوم نظریہ پاکستان کی جان اسلام قرار پایا تھا۔ آزاد مسلمان کرتی ہے جو ہر زماں اپنے عمل کا حساب سلطنت کا دستور قرآن حکیم بتایا گیا تھا، آیا ہم نے اسلام وہ قوم جو ہر دور میں اپنے عمل کا احتساب کرنے کی کے ضابطہ حیات کو انفرادی اور اجتماعی طور پر اختیار کیا، اسے عادی ہو، اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ایک شمشیر کی مانند ہے، جس دنیا کے لیے مینارہ نور کے طور پر پیش کیا۔ اس پر سوچ بچار کے ذریعے رہ کائنات دنیا میں اپنی برتری اور حکمرانی کا بہت ضروری ہے۔

لکھنؤ میں اللہ تعالیٰ باطل کا قلع فرع
پاکستان کو قائم ہوئے سماٹھ برس پورے ہو چکے
کرنے اُسے نیست و نابود کرنے کے لیے ایسی قوم سے کام ہیں۔ ہمیں بار بار خدائی عذاب کے جھٹکے لگ رہے ہیں۔
لیتا ہے جو سچائی کی علمبردار ہو۔ ایسی قوم کا ایک اہم وصف ہمیں اب تو ہوش میں آ جانا چاہئے، کچھ تو غور و فکر کرنا
اقبال کے نزدیک یہ ہے کہ وہ ہر دور اور ہر زمانے میں اپنے چاہئے۔ ہمارے حکمرانوں، سیاستدانوں اور علماء کو اپنے اندر
عمل کا حساب کرتی ہے، اپنی کامیابیوں اور ناکامیوں کا یہ اخلاقی جرأت پیدا کرنی چاہئے کہ اپنا احتساب کریں کہ
تجزیہ کرتی ہے اپنے حالات کو بصیرت کی نگاہ سے دیکھتی اور آیا انہوں نے اپنی ذمہ داریوں کو ادا کیا ہے یا نہیں! عوام
اُن کی روشنی میں اپنے مستقبل کا لائے عمل طے کرتی ہے۔

ہم ہر سال یوم آزادی مناتے ہیں۔ آزادی کی زندگی اسلامی نظریہ حیات کے مطابق بس رہو رہی ہے یا اس خوشی میں روایتی جوش و خروش کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ سرکاری کے ضابطوں کے خلاف۔ حدیث رسول ﷺ میں رہو رہیں کیم ہے اور غیر سرکاری سطح پر کچھ پروگرام اور سینماز وغیرہ منعقد ہوتے ہیں۔ میڈیا پر اعظم کے پیغامات نشر ہوتے ہیں۔ میڈیا پر صدر اور وزیر اعظم کے پیغامات نشر ہوتے ہیں۔

کیے جاتے ہیں اور شہروں کو قومی پرچموں اور جھنڈیوں سے ”تم اپنا محاسبہ کرو قبل اس کے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے؟“ سجادیا جاتا ہے اور بس! حالانکہ یوم آزادی ہو یا مصوّر پاکستان کے حوالے سے یوم اقبال، ان کا اصل پیغام اپنے سامنے رکھنا چاہئے اور قوم کو بھی! مدعا یہ ہے کہ اے لوگو خود احتسابی ہے۔ اگر ہم ایسا کریں تو یہ ہماری قوم کے زندہ جب کل روز قیامت جب تمہارا محاسبہ ہو گا، اس سے پہلے اپنا ہونے کی دلیل ہو گی، ورنہ ہمارا شمار زندہ قوموں میں نہیں ہو گا، حساب خود کرو، خود احتسابی کی عادت ڈالو۔ اس لیے کہ تم اس وقت امتحان کے کٹھرے میں ہو۔ تمہیں یاد رکھنا چاہئے کہ یہ چاہے ہم کتنی ہی شان و شوکت کے ساتھ یہ ایسا ممنالیں۔

دنیا دارالامتحان ہے۔ اگر احساس نہیں کرو گے تو سارا نقصان تمہارا ہو گا۔ تم اپنا مستقبل تباہ کرو گے۔ اپنی عاقبت بردا کرو گے۔

آئیے دیکھیں! قیام پاکستان کے وقت مسلمان
ہندوستان کن حالات سے دوچار تھے؟ اور حصول پاکستان
کا اصل مقصد کیا تھا؟ وہ کیا محرکات اور حالات تھے جب
بر صغیر کی مسلمان قوم ایک جھنڈے تلے جمع ہوئی، اور
”پاکستان کا مطلب کیا: لا الہ الا اللہ“ کا نعرہ لگایا۔

سورہ الانفال کی آیت نمبر 26 کا مضمون بالکل ان حالات کی عکاسی کرتا ہے جن حالات میں پاکستان قائم ہوا تھا۔ تحریک پاکستان کے زمانے میں مسلمانان ہند کے احوال کی اس آیت کے مضمون سے عجیب مشابہت ہے۔ فرمایا:

وَادْكُرُوْا إِذْ أَنْتُمْ قَلِيلٌ مُسْتَضْعَفُونَ فِي
الْأَرْضِ تَخَافُونَ أَنْ يَتَحَطَّفَكُمُ النَّاسُ
فَأُولُوكُمْ بِنَصْرٍ وَرَزْقٍ كُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ
لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

”اور یاد کرو اس وقت کو جب تم (تعداد میں) تھوڑے تھے ملک میں مغلوب پڑے ہوئے تھے۔ تم ڈرتے تھے کہ لوگ تمہیں اچک لیں گے۔ پھر اس (اللہ تعالیٰ) نے تمہیں ٹھکانا دیا اور اپنی مدد سے قوت دی اور تمہیں صاف ستری چیزوں کا رزق دیا، تاکہ شکر کرو۔“

ظاہر ہے کہ ہندوستان میں مسلمان تعداد میں کم تھے۔ وہ مغلوب ہو گئے تھے اور اپنے ہی وطن میں بے بسی کا شکار تھے، کیونکہ متحده ہندوستان میں ہندوؤں کی اکثریت تھی اور مسلمان اقلیت میں تھے۔ ہندوستان کے قابض حکمران انگریز بھی مسلمانوں کے دشمن تھے۔ ان کی دشمنی کا ایک سبب تو یہ تھا کہ انہوں نے مسلمانوں کو جو بر صیر پر حکومت کر رہے تھے، شکست دے کر یہاں کا اقتدار حاصل کیا تھا اور دوسری اور اصل وجہ رقابت ان کی اسلام دشمنی تھی۔ یہود و نصاری روزِ اول سے مسلمانوں اور ان کے دین کے دشمن ہیں۔ قرآن واضح طور پر بتا رہا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ﴾

”اے ایمان والو، یہود اور نصاریٰ کو اپنے دوست نہ بناؤ (یہ تمہارے دوست نہیں ہو سکتے) یہ ایک دوسرے کے

دوسٹ ہیں۔

پستی کی انتہا یہ ہے کہ اب نظری طور پر بھی اسے ختم کرنے کی مذموم کوششیں ہو رہی ہیں۔ اسے نصابِ تعلیم سے کھرج دیا جا رہا ہے۔ کہا جا رہا ہے کہ نظریہ پاکستان کی زد ہندوؤں پر پڑتی ہے۔ یہ کہنا کہ ہندو اور مسلمان دو الگ الگ قویں ہیں، رواداری کے خلاف ہے۔ اسی طرح نام نہاد ”روشن خیالی“ کے نام پر اسلام کا جو تصور مغرب دے رہا ہے، اس کے خلاف مواد کو نکالا جا رہا ہے۔ نصاب میں دین اور

دینی اقدار کا ”سافت“ ایجیکیا جا رہا ہے۔ جو دین ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا، گویا سے ہم مسترد کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ ہمیں وہ دین، گوارا ہے جو یورپ سے آ رہا ہے۔ اگرچہ پاکستان کا تعلیمی نصاب پہلے ہی قومی تقاضوں سے ہم آہنگ نہیں ہے۔ ملک میں کئی قسم کے نصاب رائج ہیں۔ ہماری ایلیٹ کلاس کو جو نصاب پڑھایا جاتا ہے، اس کا نظریہ پاکستان سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ وہ تو مغرب پاکستان پر حکومت کرتی چلی آ رہی ہے، وہ تو پہلے سے ہی نظریہ پاکستان اور دین و مذہب سے بھی کاٹ دی گئی تھی۔ اب سرکاری سکولوں کے نصاب میں جو تھوڑا بہت نظریاتی پہلو تھا، اسے بھی کھرج دیا گیا۔ حالانکہ نصاب سے نظریہ پاکستان کو خارج کرنے کا مطلب یہ ہے کہ گویا ہم اپنی پھانسی کے حکم نامے پر دستخط کر رہے ہیں اور پاکستان کی بنیادوں سے دستبردار ہو رہے ہیں۔

نصابی تبدیلیوں کے علاوہ پورے معاشرہ سے

”روشن خیالی“ کے گمراہ کن نعرہ کے تحت دینی اقدار مثالی جا رہی ہیں اور خاص طور پر سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اسوہ رسول کے تصورات کو بالکل ہی خارج کیا جا رہا ہے۔ یہ خیال عام کیا جا رہا ہے کہ اسلام تو بس ”روشن خیالی“ اور رواداری کا نام ہے۔ اور قرآن مجید کی آیات کی غلط تاویلات کی جا رہی ہیں۔

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں

ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق اس گمراہی کے پس پرده خطرناک سازش کو بھئنے کی ضرورت ہے۔ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ (معاذ اللہ) دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں قبول نہیں، حالانکہ اللہ کے نزدیک دین وہی معتبر ہے جس کی تعبیر کا حق صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہی اللہ کی اطاعت ہے۔ فرمایا:

میں اسلامی حکومت کی بات کی تھی۔ دستور پاکستان کے سوال پر انہوں نے دوٹوک کہا تھا کہ ہمارا دستور قرآن ہو گا، جو چودہ سو سال پہلے ہمیں عطا کر دیا گیا ہے۔ اسلامی ریاست کے لئے ان کے سامنے آئندیں دل دور خلافت راشدہ کا تھا۔ مگر افسوس کہ ہم نے ناشرکری کی اور انفرادی اور اجتماعی دونوں سطحوں پر کفرانِ نعمت کی روشن خطرہ تھا۔ انہیں اندیشہ تھا کہ ہندو انہیں اچک لے اپنائے رکھی۔

افراد کی زندگی کا جائزہ لیا جائے تو آج بحیثیت مجموعی معصیت، نافرمانی اور دین سے دوری کا چلن عام ہے۔ اگرچہ سوسائٹی میں صاحبِ کردار لوگ بھی موجود ہیں، مگر ان کی شرح بہت کم ہے۔ عام مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ دو نکلے کا فائدہ نظر آئے تو اپنا ایمان نیچ دیتے ہیں۔ معاشرتی سطح پر اسلامی تعلیمات کی دھجیاں اڑائی جائی ہیں۔ معاشی میدان میں ہم دوسروں کے حقوق غصب کرنے کے لیے قرآن کا جھوٹا حلف اٹھانے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ دنیا پرستی اور مفاد پرستی کا زہر پورے معاشرے میں سرایت کر چکا ہے۔ عوام ہوں یا حکمران، سیاستدان ہوں یا علماء کا طبقہ، کوئی بھی اس سے محفوظ نہیں۔ دینداری کے نام پر بھی دنیاداری ہو رہی ہے۔ اندریں حالات جب تک ہم اپنے اعمال اور کردار کی اصلاح نہیں کرتے، بلکہ ایک طبقے کو مطعون کر کے مطمئن ہو جاتے ہیں کہ ساری خرابی اور سارے مسائل کی جڑ حکومت ہے، ہماری بنیادوں سے دستبردار ہو رہے ہیں۔

-values کو ترقی دیں۔ اللہ نے ہمیں بے شمار وسائل سے

ہندوؤں اور انگریزوں نے گھٹ جوڑ کر رکھا تھا۔ زندگی کے ہر شعبہ میں مسلمانوں کو دبایا جا رہا تھا۔ تعلیم، سرکاری ملازمتوں، کاروبار اور تجارت میں ترقی کے دروازے اُن پر بند تھے اور ہندو روز افزوں ترقی کر رہے تھے۔ مسلمانوں کو اپنے قومی وجود اور اپنے شخص کے منہ کا خطرہ تھا۔ انہیں اندیشہ تھا کہ ہندو انہیں اچک لے جائیں گے۔ اسلام کو اس قدر شدید خطرہ لاحق تھا کہ بر صغیر سے اُس کا نام و نشان مٹانے کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ مسلمانوں کو دوبارہ ہندو بنانے کے لیے شدھی اور سکھن جیسی انتہا پسند تحریکیں چل رہی تھیں۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو پناہ گاہ دی۔ پاکستان کی شکل میں ایک آزاد خطہ زمین عطا فرمایا، وہ خطہ جس کا خواب علامہ اقبال نے دیکھا تھا۔

پاکستان کا وجود میں آنا محال تھا۔ انگریز اور ہندو دنوں قیام پاکستان کے مخالف تھے اور مسلمان انتہائی کمزور تھے۔ اس کے علاوہ ایسے بیسوؤں شواہد موجود ہیں کہ پاکستان ہرگز قائم نہیں ہو سکتا تھا۔ اس کے باوجود مجرمانہ طور پر اللہ تعالیٰ نے یہ ہمیں خطہ زمین عطا فرمایا اور انگریز اور ہندو کی دو ہری غلامی سے نجات عطا فرمائی تا کہ ہم آزاد مملکت میں خلافت کا نظام قائم کریں، اسلامی اصولوں کی بنیاد پر نظامِ معیشت ترتیب دیں، اپنی Social Values کو ترقی دیں۔ اللہ نے ہمیں بے شمار وسائل سے مالامال کیا۔

آزادی کی اس نعمت عظیمہ کی بنیاد پر لازم تھا کہ اللہ کا شکر بجالاتے۔ شکر کا تقاضا یہ تھا کہ ہماری انفرادی زندگی بھی اس بات کی گواہی دیتی کہ ہم واقعثاً سچے مسلمان ہیں۔ ہمارا طرز زندگی اللہ تعالیٰ کی کامل بندگی کا نمونہ ہوتا۔ ہم ”آطِیْعُوا اللَّهَ وَآطِیْعُوا الرَّسُولَ“ کی مثال بنتے تاکہ دنیا ایک بندہ مومن کا کردار ملاحظہ کرتی اور یہ دیکھتی کہ مومن کے نزدیک اصل اہمیت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی

ہے۔ اس کی منزل دنیا نہیں، آخرت ہے۔ شکر کا دوسرا تقاضا یہ تھا کہ ہم اجتماعی سطح پر دین کو قائم کرتے، اسلام کے عدل اجتماعی کا کامل نمونہ دنیا کے سامنے پیش کرتے۔ وطن عزیز کو پان اسلام ازم اور اسلام کے عالمی غلبے کی بنیاد بنا تے۔ یہ نہ صرف یہ کہ رب کے شکر کا لازمی تقاضا تھا بلکہ ہمارا بنیادی دینی فریضہ بھی تھا۔ اسی لئے بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح نے اپنی متعدد تقاریر

»مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ« (الناء: 80)

”جہر سول کی اطاعت کرے، اس نے گویا اللہ کی اطاعت کی۔“
بر صغیر پاک و ہند میں ایسا پہلے بھی ہو چکا ہے۔ اکبر
کے دین الہی کی کوشش بھی اس دور کی ”روشن خیالی“ تھی۔
اس کا عنوان بھی رواداری تھا۔ دین الہی کے پس پرده یہی
سوج کا فرمائھی کہ مذاہب کی تفریق ختم کر کے سب کو ایک
کردیا جائے۔ آخر ہندو بھی بھگلوان کو مانتے ہیں، عیسائی بھی
اللہ کو مانتے ہیں، کوئی یہودی ہے تو وہ بھی اللہ کو مانتا ہے۔
بدھ مت میں بھی کوئی تصویرِ خدا ہے۔ کیوں نہ ایسا ہو کہ تمام
مذاہب کی چیدہ چیدہ تعلیمات لے کر دین کامجون تیار کیا
جائے، جو سب مذاہب کے لئے قابل قبول ہو۔

کرتے ہم نے اس کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کر
دیئے۔ افسوس کہ ہمیں ”اوپر“ سے جو حکم ملا ہے، اُس کی
بجا آوری کے لیے ہم نظریہ پاکستان کو اپنی ہی چھری سے
ذبح کر رہے اور پاکستان کی بنیاد ہی کو ہو کھلا کر رہے ہیں
شیاطینِ ملوکیت کی آنکھوں میں ہے وہ جادو
کہ خود نجیب کے دل میں ہو پیدا ذوق نجیبی
ہماری سیاہ کاریوں اور کفرانِ نعمت کے سب
1971ء میں خدا کے عذاب کا ایک کوڑا ہم پر بر سا۔ دنیا کی
سب سے بڑی اسلامی سلطنت و حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ ہمارا
مشرقی بازو ہم سے جدا ہو کر بنگلہ دیش بن گیا، اور پاکستانی
قوم اور فوج کو بدترین ذلت و رسائی کا سامنا کرنا پڑا۔
سقوط ڈھاکہ کے خواب سے بیدار ہونے کا موقع تھا۔ چاہئے تو
یہ تھا کہ ہم والپیں نظریہ پاکستان کی طرف پلٹتے اور اللہ اور
اس کے دین کی طرف رجوع کرتے، خود احتسابی کی نظر سے
اپنا جائزہ لیتے، اصلاح عمل کے لیے کمر بستہ ہو جاتے۔ لیکن
ہم خواب غفلت سے بیدار ہوئے نہ ہی اپنی روشن تبدیل
کی۔ سقوط ڈھاکہ کے عظیم سانحہ اور خدائی جھٹکے کو بھی بھلا
بیٹھے بلکہ ہم نے یہ قرار دیا کہ اس طرح کے انقلابات
قوموں کی زندگی میں آتے رہتے ہیں۔

ہماری اس روشن پر اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت کے
مطابق ہمیں پھر مہلت دی۔ جنگ و جدل کا دور ختم ہو گیا۔
حالات موافق ہو گئے۔ ہمیں ترقی عطا فرمائی۔ سب سے
بڑھ کر یہ کہ ہمیں ایٹھی صلاحیت سے بھی نواز دیا، جو بلاشبہ
اپنے ایک مضمون میں جوبات لکھی، وہ آنکھیں کھوں دینے
کے لیے کافی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہندو و کلاء برادری سے
ملاقات کے دوران ہندوؤں نے مجھ سے سوال کیا کہ
پاکستان بنانا کر آپ نے کیا حاصل کیا، وہ کون سی چیز ہے جو
آپ اسلام اور مذہب کے حوالے سے پاکستان میں لے
آئے اور انڈیا میں موجود نہیں ہے۔ مذہبی آزادی جو
پاکستان میں ہے وہ یہاں بھی ہے۔ کیا یہاں (انڈیا
میں) مسجدیں نہیں ہیں، اذانیں نہیں ہوتیں، لوگ نماز نہیں
پڑھتے، روزے نہیں رکھتے، زکوٰۃ نہیں دیتے۔ بتائیے،
پاکستان اور انڈیا میں کون سا فرق ہوا۔ فاروق حسن

اپنے اصل مقاصد اور اہداف سے پسپائی میں اب
تو اور بھی تیزی آگئی ہے۔ اسلام اور دینی اقدار سے قوم کو
میں ہمارے لیے غور و فکر کا بہت سا سامان ہے۔ ہمارے
اور بھارت تینوں کی شیطانی تسلیث، جو پاکستان کے وجود کو
ان لوگوں کو شرم آنی چاہئے جو یہ کہتے ہیں کہ پاکستان اسلام
مٹانے کے درپے ہے، کے دباو کے نتیجے میں ہم حقیقی اسلام
کے نام پر نہیں بناتے۔ یہ آزادی کی ناقدری اور کفرانِ نعمت
سے منہ موز کر روشن خیال اعتدال پسندی کے راگ الائپنے
کی انتہا ہے۔ بجاۓ اس کے کہ ہم نظریہ پاکستان کو مضبوط

لگے ہیں۔ ہم دشمنانِ دین کو باور کر رہے ہیں کہ اسلام کی جو
تعجب تھیں پسند ہے، اسے اختیار کریں گے، قرآن حکیم اور
سنت رسول پر مبنی اسلام کی بجائے تمہارے افکار و نظریات
کی کوکھ سے جنم لینے والی ”روشن خیالی“ کو اسلام کا لبادہ
پہنچیں گے۔ کہا جا رہا ہے کہ ہم اسلام کا سافٹ ایجنسی پیش کر
رہے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اسلام میں اس کی گنجائش کہاں
ہے۔ اگر سافٹ ایجنسی اور روشن خیالی اسی کا نام ہے کہ اسلام
کے اصولوں سے انحراف کر کے اغیار کے ”Certified
Islam“ کو اپنالیا جائے تو اسے جمل و فریب اور ابلیسیت
کے سوا اور کیا نام دیا جا سکتا ہے۔ اقبال کہتے ہیں ۔۔
باطل دوئی پسند ہے حق لا شریک ہے
شرکت میانہ حق و باطل نہ کر قبول
تحوڑا عرصہ پہلے آنے والے زلزلہ کے بعد
اللہ تعالیٰ نے ہمیں غور و فکر اور خود احتسابی کا ایک اور موقع دیا
ہے۔ یہ سوال بہت اہم ہے کہ اتنا ہونا کہ زلزلہ کیوں آیا؟
اگر اب بھی ہم اپنا محاسبہ کر لیں، اسلام کی طرف مراجعت
کریں، نظریہ پاکستان کی جانب پیش قدمی کریں تو پاکستان
کی تقدیر بدل سکتی ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ سب
سے پہلے حکمران طبقہ اپنی سوج کی اصلاح کرے۔ اپنی
سابقہ کوتا ہیوں پر نادم ہو کر حصول پاکستان کے اصل مقاصد
کی جانب پیش قدمی کرے۔ اس کے بعد قوم کو بیدار کیا
جائے، انہیں آمادہ کیا جائے کہ وہ سوچیں یہ زلزلہ کیوں آیا
ہے؟ وہ اپنے گناہوں سے معافی مانگیں، اللہ کی اطاعت کا
عہد کریں۔ اگر ایسا ہو جائے تو یہ بہت بڑا ٹرنگ پوائنٹ
ثابت ہو سکتا ہے۔

یہ تو تھی داخلی صورت حال، اب آئیے، ایک نظر
خارجہ پالیسی پر ڈالیں۔ اس وقت حالات کے تیور یہ بتا رہے
ہیں کہ ابلیسی قوتیں ایک شیطانی ملک کی شکل میں پاکستان
کے گرد گھیرا ٹنگ کر رہی ہیں۔ ان کا سرخیل تو امریکہ ہے،
لیکن اُس کی ڈور ہلانے والی اصل قوت اور ماستر مائنڈ اسرائیل
(یہود) ہے۔ کسی زمانے میں یہ بات ایک انکشاف ہوا
کرتی تھی، اب یہ راز نہیں بلکہ کھلی حقیقت ہے، جسے ہر شخص
جانتا ہے۔ اور تیسری قوت ہنود ہیں۔ اس میں کوئی شک
نہیں کہ یہ تینوں قوتیں مل کر پاکستان اور اسلام کو مٹانے کے
درپے ہیں۔ حالات موجودہ کوئی حقیقی ہی ہو گا جو یہ سمجھتا ہو
کہ امریکہ کی نظر ”بُد“، ہمارے ایٹھی پروگرام پر نہیں ہے
اور وہ اس کو ختم نہیں کرنا چاہتا ہے۔ باخبر حلے جانتے ہیں کہ
امریکہ کا اصل نارگٹ پاکستان ہے۔ کیا امریکی ناظم الامور

کہ اسلام کے عسکری اصول یہ اجازت نہیں دیتے کہ طاقت
کا اس قدر عدم توازن ہو پھر بھی آپ دشمن کے مقابلے پر
کھڑے ہو جائیں۔

بعض نام نہاد سکالر ز امریکہ سے تعاون کے لیے
صلح حدیبیہ کا حوالہ بھی دیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اس صلح
سے پستہ چلتا ہے کہ مصلحت کے تحت کبھی دب کر بھی صلح کر
لینی چاہیے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ اس بارے میں صلح حدیبیہ کا حوالہ
و ناتو صر سچا غلط سے کونکر صلح حدیبیہ ہے ہورہی اگر اس ت

مسلمان دبے ہوئے نہیں تھے بلکہ معاملہ اس کے برعکس تھا۔ اگر آپ سیرت کا مطالعہ کریں تو پتہ چلتا ہے کہ صلح کا پیغام لے کر تو کفار آئے تھے۔ چودہ سو مسلمان جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تھے انہوں نے احرام باندھا ہوا تھا اور ہر ایک کے ہاتھ میں تلوار تھی، اگرچہ نیاموں کے اندر تھی۔ انہوں نے نبی کے ہاتھ پر بیعت (رضوان) کی۔ انہوں نے عہد کیا کہ ہم یہاں سے تب تک نہیں ہلیں گے جب تک کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ نہ لے لیں، چاہے ہم سب ہلاک ہو جائیں۔ اسی لیے اس بیعت کو بیعت علی الموت بھی کہا جاتا ہے۔ جب کفار کو اس کا علم ہوا تو انہیں اپنی موت نظر آنے لگی۔ اور وہ صلح کا پیغام لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اگرچہ صلح کی لعنة شقة رائحتھے کے لئے۔

بھی سلسلیں ایسیں میں جو بظاہر ان فavour میں ہیں
مگر نبی کریم ﷺ نے اپنی فراست کی بنیاد پر انہیں تسلیم کر لیا،
جس سے مسلمانوں میں ایک خلجان بھی پیدا ہوا اور ایک
بے چینی بھی مگر یہ بات طے شدہ ہے اور قرآن حکیم کی
سورۃ الفتح سے بھی اسی بات کی تائید ہوتی ہے کہ یہ صلح دب کرنہیں
ہوئی۔ قابل غور بات یہ ہے کہ صلح حدیبیہ کے برعکس یہاں
صورتِ حال کیا تھی؟ ہم تو مغلوب ہیں، ہم صلح کیا کر رہے
ہیں تو امریکہ کا ہر مطالبہ ماننے کے لئے تیار ہو گئے۔ بھلا یہ
کون سی صلح ہے؟ ہمارے مغلوبانہ پالیسیوں کی صلح حدیبیہ

جہاں تک طاقت کے عدم توازن کی صورت میں
 مقابلہ نہ کرنے والی بات کا تعلق ہے تو یقیناً یہ بات درست
ہے، لیکن طاقت کے توازن کو تب دیکھا جائے گا، جب
مسلمانوں نے خود کسی دشمن ملک پر حملہ کرنا ہو یا کفار کے
اوپر چڑھائی کرنی ہو۔ لیکن یہاں صورت یہ نہیں تھی۔ آپ کو
کسی ملک پر حملہ نہیں کر رہے تھے بلکہ ایک طاقت آپ کو
دھمکاں دے رہی تھی، آپ نے تو کوئی چھپڑ جھاڑ نہیں

کوئی بھی فیصلہ جو امریکہ چاہتا ہے ”اوپر“ ہی ہو جاتا ہے۔ ہم آزاد شہریوں کو کوئی حق حاصل نہیں کہ حکومت سے پوچھ سکیں کہ قوم کے ساتھ جو واردات ہو رہی ہے، کیوں ہو

رہی ہے۔ ہماری اس بھلی کو بھی اختیار نہیں کہ وہ ”اوپری“ فیصلوں پر بحث کرے۔ دراصل ہم نے اپنے مالک سے بغاوت کر رکھی ہے۔ ہم نے کبھی اللہ پر اعتماد نہیں کیا بلکہ ہمیشہ شیطانی قوتوں پر بھروسہ کیا۔ اپنی ساٹھ سالہ تاریخ میں امریکہ کے گھرے کی مچھلی بن کر اس کی خوشنودی کے لیے سب کچھ کرنے کے لئے تمارے، لیکن اللہ کی خوشنودی کے

لیے، ہم ایک قدم اٹھانے کے لیے آمادہ نہ ہوئے۔
بتول سے تجھ کو اُمیدیں، خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے!
اگر ان حالات میں جبکہ ہمارے خلاف
سازشوں کے جال بُنے جا رہے ہیں، ہم امریکہ سے کسی قسم
کا تعاون کرتے ہیں، یا اس سے خیر کی توقع رکھتے ہیں تو
اس کا مطلب یہ ہے کہ ہماری پوری قوم میں ہمت،
مردانگی اور غیرت کا جنازہ نکل چکا ہے۔ گویا وہ جو
چاہیں، ہم سے مطالبہ کریں، ہم اُسے پورا کرنے کے
لئے آمادہ اور تیار ہیں۔ یہ ذہنی اور فکری پستی آزاد
قوموں کا شعار نہیں ہے، خاص طور پر مسلمانوں اور
مومنوں کو یہ روشنی دیتی۔

ناسِ الیون کے بعد ہم نے جو طرزِ حل اختیار کیا۔
افغان پالیسی کے حوالے سے یوٹن لیا، وہ بھی اسلامی
تعلیمات سے متصادم ہے۔ آئیے، اس کا قرآن و سنت اور
سیرت کے حوالے سے جائزہ لیتے ہیں۔ آخر ہم مسلمان
ہیں۔ مشرف صاحب بھی اس پر بہت فخر کرتے ہیں، کہ میں
مسلمان ہوں اور سیدزادہ ہوں، تو مسلمان کے لیے اصل
رہنمائی قرآن و سنت اور سیرت رسول ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ امریکہ افغان جنگ میں امریکہ کا ساتھ دیئے بغیر کوئی چارہ نہیں تھا۔ حالات ہی ایسے تھے کہ ہم مجبور تھے۔ کیونکہ امریکہ کا ٹارگٹ افغانستان کے ساتھ ساتھ پاکستان بھی تھا۔ امریکہ بہت بڑا اتحاد بنانا کر آیا تھا۔ اس وقت ہمیں دھمکی دی گئی تھی کہ ہمارا ساتھ داؤ ورنہ پتھر کے زمانہ میں دھکیل دیں گے۔ چنانچہ مشرف نے جو کیا ٹھیک کیا، ورنہ افغانستان کے ساتھ ساتھ ہمارا ملک بھی تو را بورا بن جاتا۔ کیونکہ ہمارے اندر اتنی سکت نہیں تھی کہ دنیا کی سپر پاور کا اپنے محدود وسائل اور جنگی اسلحہ کے ساتھ مقابلہ کرتے۔ اس رائے کے حامیین نہ ولیں بھی دستے ہیں

را بروٹ اور بلیک کے بیان کے بعد بھی ہماری آنکھیں نہیں
کھلیں گی؟ انہوں نے دو ٹوک لفظوں میں کہا ہے کہ ہم
بھارت کے ساتھ مل کر کسی، تیرے ملک کے خلاف
مشترکہ فوجی آپریشن کر سکتے ہیں۔ یہ تیرا ملک کون سا ہے،
 بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس سے پہلے کندولیز ارائس کا
یہ چشم کشا بیان سامنے آیا تھا، جب وہ پاکستان اور بھارت کا
دورہ کر کے امریکہ واپس گئی تھیں۔ انہوں نے کہا تھا
”پاکستان کے مستقبل کا فیصلہ امریکہ اور بھارت مل کر کریں
گے۔ یہ ہے ہماری آزادی!

ایک طرف دشمنوں کے پے در پے گھناؤ نے
بیانات اور سازشیں ہیں اور دوسری جانب ہماری حالت یہ
ہے کہ ہم ان قوتوں کی چاپلوسی کرنے اور ان کی رضا جوئی
حاصل کرنے کے لئے بے تاب ہیں۔ ان کی خوشنودی کے
لئے اپنی آزادی، خود مختاری اور اسلامی شخص کو بھی قربان
کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اسرائیل کو تسلیم کرنے کے لئے
پہیٹ میں مرد اٹھ رہے ہیں۔ گویا ہمارا حال یہ ہے کہ

میرا یہ حال بوٹ کی ٹو چاٹتا ہوں میں
ان کا یہ حکم دیکھ میرے فرش پر نہ رینگ
یہ صورتِ حال پوری قوم، باخصوص، کالج و
یونیورسٹیوں میں پڑھے ہوئے لوگوں اور مختلف شعبہ ہائے
زندگی سے وابستہ ان افراد کے لیے لمحہ فکر یہ ہے، جو بڑے
جوش و خروش کے ساتھ یوم آزادی مناتے ہیں اور سمجھتے ہیں
کہ فی الواقع پاکستان آزاد ہے۔ حالانکہ حقیقتِ اس
کے برعکس ہے۔ ہم نے ساٹھ برسوں کے سفر میں اپنی
حقیقی آزادی کو مستحکم نہیں کیا، گنوایا ہے۔ وہ یہ نہیں سوچتے کہ
یہ کیسی آزادی ہے کہ ہم نہ سیاسی طور پر آزاد ہیں اور نہ دینی
اور مذہبی طور پر۔ ہم نے غلط فہمیوں کی جو پیش اپنی
آنکھوں پر باندھی ہوئی ہیں اب انہیں اتنا نے کا وقت آ
چکا ہے۔ اقبال نے ایک موقع پر ملا کے محدود تصور دین پر
جو پھرست کسی تھی، وہ آج ان لوگوں پر صادق آتی ہے۔

ملا کو جو ہے ہند میں سجدے کی اجازت
ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد!
ان حالات میں ہم اپنے آپ کو آزاد کیسے کہہ سکتے
ہیں جبکہ مذہب اور دین کے معاملے میں بھی ہم پر امریکہ کی
مرضی ٹھوںی جا رہی ہے اور ہمارے سیاسی نظام کی پشت
پر بھی امریکہ سوار ہے۔ دراصل یہ اہل پاکستان کو اللہ کی
طرف سے سزا ہے کہ ہمیں حقیقی آزادی سے محروم کیا جا چکا
ہے۔ ہمارے ماس کوئی مینڈیٹ اور اختیار نہیں ہے۔ ہمارا

کی، خطرہ تو ان کی طرف سے تھا۔ سیرت میں اس صورت حال کی مطابقت غزوہ احزاب سے ہے۔ اس غزوہ میں عرب کی تمام طاقتیں مجتمع ہو گئیں اور انہوں نے مدینہ کے گرد گھیرا ڈال لیا۔ دنیاوی حساب کتاب کے اعتبار سے مسلمانوں کا خاتمه اور تباہی یقینی تھی۔ جیسے ہمارے ہاں طاقت کا کوئی توازن نہیں تھا، وہاں بھی یہی صورتحال تھی۔

اس وقت مدینہ میں جو لوگ لڑنے کے قابل تھے، ان کی تعداد بمشکل تین ہزار تھی۔ ان میں بھی خاصی تعداد منافقین کی تھی، جن کے بارے میں اندیشہ تھا کہ عین وقت پر آستین کے سانپ ثابت ہوں گے۔ مسلمانوں کے مقابلے میں کفار کی تعداد بارہ ہزار سے چوبیس ہزار تک تھی۔ کثرت تعداد کے علاوہ، ان کا اسلحہ ان کی جنگی تیاریاں اور جنگی وسائل بھی مسلمانوں سے بہت زیادہ تھے۔

اس انتہائی مشکل صورتحال میں منافقین اور مومنین کا جو کردار اور طرز عمل سامنے آیا، قرآن حکیم نے اس کو واضح کیا ہے۔ اس حالت میں منافقین کا نفاق ظاہر ہو گیا۔

آن کی کیفیت یہ تھی جیسے موت کے وقت مرنے والے کی آنکھوں میں دہشت اور خوف ہوتا ہے۔ آن کی زبان پر وہ الفاظ آگئے جو قرآن نے نقل کئے ہیں۔

«وَإِذْيَقُولُ الْمُنْفِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا غُرُورًا ۝

(الحزاب: 12)

”اور (وہ وقت یاد کرو) جب کہنے لگے منافق اور جن کے دلوں میں روگ ہے کہ جو وعدہ کیا تھا، ہم سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سب فریب تھا۔“

منافقین کہنے لگے کہ ہم سے وعدے کئے گئے تھے کہ قیصر و کسری کی حکومتیں تمہارے قدموں میں ہوں گی اور اس وقت کیفیت یہ ہے کہ ہم رفع حاجت کے لیے باہر نہیں نکل سکتے۔

اس کے برعکس مومنین صادقین نے عظمت کردار کا مظاہرہ کیا۔ سچے اہل ایمان جانتے تھے کہ اللہ نے مسلمانوں کو پیشگی انتباہ کر دیا تھا کہ اس راہ میں آزمائشیں اور امتحانات آئیں گے۔ چنانچہ انہوں نے کہا:

«وَلَمَّا أَلْمَوْمِنُونَ الْأَحْزَابَ لَا قَالُوا هَذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَمَا زَادُهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيًّا ۝

(الحزاب: 22)

”اور جب مومنین نے لشکر دیکھئے، بولے یہ وہی ہے جس کا وعدہ اللہ اور اس کے رسول نے ہمارے ساتھ کیا تھا۔ اور

بالکل سچ کہا تھا اللہ اور اس کے رسول نے اور ان کے ایمان اور اطاعت میں اور اضافہ ہو گیا۔“

اس غزوے کے مشکل حالات سخت آزمائش تھے۔ اس آزمائش سے واضح ہو گیا کہ کون سچا مومن ہے جو اللہ پر توکل کرنے والا اور آزمائش کا مردانہ وار مقابلہ کرنے والا ہے، اور کون ہے جو شخص ایمان کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہے۔ سیدھی سی بات ہے کہ اگر کوئی شخص ایمان کے لاکھ دعوے کرے، لیکن اس کا توکل اللہ پر نہ ہو بلکہ تمام تر بھروسہ شخص ظاہری اسباب پر ہوتا ہو، حقیقی ایمان سے محروم ہے، خواہ وہ کتنا بڑا مسلمان بننا پھرتا ہو۔ چنانچہ قرآن مجید کا یہی وہ مقام ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ کو اُسوہ حسنہ کے طور پر اجاگر فرمایا گیا کہ سچے اہل ایمان کے لیے رول ماذل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل ہے۔ غزوہ احزاب میں دشمن کے بے پناہ دباؤ کے باوجود آپ نے اپنے موقف سے ایک انج پیچھے ہٹنا گوار نہیں کیا بلکہ اللہ پر توکل کرتے ہوئے پوری پارڈی کے ساتھ دشمن کی افواج کے سامنے ڈٹ جانے کا سبق امت کو سکھایا۔

غزوہ احزاب کے آئینے میں ہم اپنی تصویر دیکھ سکتے ہیں۔ ہم نے کون سی روشن اختیار کی، منافقین کی یا مومنین صادق کی۔ ذرا سوچئے، امریکی دھمکیوں کے بعد ہمیں بھی اپنی موت نظر آ رہی تھی، تباہی یقینی دکھائی دیتی تھی، تو رابورا ہونے کا خطرہ تھا۔ ہم نے یہ طرز عمل اختیار کیا، کہ دشمن نے جو بھی مطالبہ کیا، ہم نے اسے مان لیا، ہم نے کہا سر آنکھوں پر۔ جزل ٹوٹی فرینکس نے اپنی کتاب میں اس بات کا اعتراف ہی نہیں کیا بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ ہم پر الزام دیا ہے کہ جزل مشرف کے سامنے امریکہ نے جتنے مطالبے رکھئے، خیال تھا کہ ان میں سے کچھ تو مان جائیں گے اور کچھ تسلیم نہیں کریں گے لیکن انہوں نے سب کے سب مطالبے مان لئے۔

صدر محترم نے امریکی مطالبات کو مانے میں دیر نہیں لگائی۔ طالبان کے خلاف یورن لینا کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ طالبان حکومت کوئی عام حکومت نہیں تھی۔ وہ ایسی نظریاتی حکومت تھی جو ایک ارب مسلمان اس وقت کرہہ ارض پر بنتے ہیں، ان کے گناہوں کا کفارہ ادا کرنے چلی تھی۔ شریعت کا نفاذ اس کامشن تھا، تاکہ زمین پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی بالادستی ہو۔ وہ واحد حکومت تھی جس کا رخ اللہ کی طرف تھا۔ ہم نے اس کے خود احتسابی اور توہبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آئین

خاتمے اور اسلام کے عظیم مجاہدین کو ذبح کرنے میں امریکہ کا ساتھ دیا، اور دھمکی کی انتہا یہ ہے کہ اس پر خفر کا اظہار بھی کرتے ہیں، حالانکہ اسلامی حکومت کے خلاف امریکہ کی حمایت اللہ کے غصب کو بھڑکانے والی جسارت تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص کسی فاسق کو تقویت دینے کے لئے اس کے ساتھ چلتا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ کا غصب نازل ہوتا ہے اور اس کا عرش کلپا اٹھتا ہے۔“ اس یورن کے بعد نظریہ پاکستان سے ہی مخفف ہو گئے۔ بعد ازاں جہاد کشمیر کے موقف سے پسپائی اختیار کی۔ وہ جہاد جس کو شروع شروع میں جزل پرویز مشرف نے بہت پیورٹ کیا تھا، اور قابل تحسین موقف اپنایا تھا کہ یہ ہبہت گردی ہے، تو ہم نے بھی کہہ دیا امَنًا وَصَدَقَنَا، اور جہادی تنظیموں پر پابندی لگادی۔

اور اب امریکی ہدایت پر مدارس کے خلاف یلغار کی جا رہی ہے۔ لال مسجد اور جامعہ حفصہ میں ہزاروں طلبہ و طالبات کے خلاف بہیانہ کارروائی اس کا بدترین مظہر ہے، جس میں نفاذ اسلام اور بے حیائی اور عریانی کے خاتمے اور گرامی گئی مساجد کی دوبارہ تعمیر کے جائز مطالبات کو طاقت سے دبادیا اور ریاستی طاقت استعمال کر کے معصوم طلبہ و طالبات کو موت کی نیند سلا دیا گیا۔

ان رسوائیں اقدامات کے باوجود امریکہ کی جانب سے "Do more" کا تقاضا کیا جا رہا ہے۔ قبائلی علاقوں میں آپریشن کے احکام دیئے جا رہے ہیں، اور ساتھ ساتھ خود کارروائی کرنے کی دھمکی بھی دی جا رہی ہے۔

اب وقت آگیا ہے کہ ہم اپنے آپ کو امریکی چنگل سے باہر نکالیں۔ خارجی طور پر صاف کہہ دیا جائے کہ ہمارے نزدیک اللہ اور رسول کا حکم مقدم ہے۔ ہم مزید دباؤ برداشت نہیں کریں گے۔ ورنہ اگر ہم نے ماضی کی طرح تو رابورا بننے کے اندیشہ سے ”بڑی طاقت“ کی اطاعت گزاری اور اللہ کی بغاوت کا شیوه اپنائے رکھا، تو یاد رکھئے بادشاہ حقیقی کے پاس کسی خطہ زمین کو تو رابورا بنانے کے بے شمار طریقے ہیں۔ وہ آن واحد میں پورے ملک کو تو رابورا بنا سکتا ہے۔

نہ جاؤں کے محل پر کہ بے ڈھب ہے گرفت اُس کی ڈر اُس کی دیر گیری سے کہ سخت ہے انتقام اُس کا دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں انفرادی اور اجتماعی سطح پر خود احتسابی اور توہبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آئین

ہوئی اور ایک منظم جماعت وجود میں آگئی تو قتال کا مرحلہ بھی آگیا لیکن وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں کفار کے خلاف ہوا ہے۔ یہاں سامنے بھی مسلمان کھڑا ہے اور اس کو کلمہ کی پروپیگنیا حاصل ہے۔ لیکن جب مکہ فتح ہوتا ہے تو پہلا کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کرتے ہیں کہ 360 بت توڑتے ہیں۔ پھر کبھی بت وہاں پر نہیں آتے۔ سیرت نبوی کی فلاسفی کو سمجھ کر اپنی جدوجہد کو آگے بڑھانے کی ضرورت ہے۔ ورنہ جلدی اقدام کرنے کے نقصان بہت زیادہ ہیں، دشمن اس طرح کے معاملات سے پورا فائدہ اٹھائے گا اور مسلمانوں کا نقصان ہی ہوگا۔ اس وقت ہمارے کرنے کا اصل کام یہ ہے کہ ہم رب کی رضا اور اخروی کامیابی کو سامنے رکھتے ہوئے اقامت دین کی جدوجہد کرتے رہیں۔ دین کب غالب ہوتا ہے یہ اللہ کے علم میں ہے۔ ہم اس کام میں اخلاص کے ساتھ اپنا حصہ ڈالیں۔ کتنے انبیاء کے ہاتھوں دین قائم نہیں ہوا، کتنے صحابہ کرام نے اپنی زندگیوں میں دین کے غلبے کو نہیں دیکھا مگر انہوں نے اپنا حصہ ڈالا لہذا وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کامیاب ہوئے۔

سوال: تنظیم اسلامی میں کتنے افراد شامل ہیں؟

امیر تنظیم اسلامی: بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد سے پوچھا جاتا تھا کہ اقدام کرنے کے لیے کتنے افراد ہونے چاہیں تو وہ فرماتے تھے کہ کم سے کم دوالکھ تو ہوں اور وہ بھی ایسے جو اپنی ذات پر دین کی گواہی پیش کریں اور پھر وہ جان دینے کے لیے میدان میں آ جائیں۔ لیکن بعد میں خود بانی تنظیم اسلامی اور سابق امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے بھی یہ فرمایا کہ دوالکھ کوئی لکھی ہوئی فکر نہیں ہے، ہو سکتا ہے ہم لاکھ کی تعداد پر بھی سوچ لیں۔ بہر حال تنظیم اسلامی میں رجسٹرڈ رفقاء کی تعداد آٹھ ہزار کے آس پاس ہے۔ اسی طرح خواتین کا نظم ہے اور ان کی تعداد کم و بیش ڈیڑھ ہزار ہے۔ یہ وہ رفقاء ہیں جنہوں نے باقاعدہ بیعت کر کے تنظیم اسلامی میں شمولیت اختیار کی۔ البتہ یاد رہے کہ تعداد کی اہمیت اتنی نہیں ہے۔ قرآن فرماتا ہے:

﴿كَمْ قِنْ فِئَةٌ قَلِيلَةٌ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً مِنْ أُنْهَى اللَّهُ ط﴾ (ابقر: 249) ”کتنی مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ ایک چھوٹی جماعت بڑی جماعت پر غالب آگئی اللہ کے حکم سے۔“

امیر تنظیم اسلامی کے رفقائے تنظیم اور عوام الناس کی جانب سے موصول ہونے والے سوالات کے جوابات (6)

میزبان: آصف حمید

سوال: تنظیم اسلامی کے نزدیک اگر مسلمان حکمران دین اسلام سے بغاوت پر بھضد ہو تو پھر بھی اس کے خلاف تلوار نہیں اٹھائی جاسکتی۔ کیا تنظیم اسلامی یہ نہیں صحیح کہ ہمیں ایسے لوگوں سے نجات حاصل کرنے کے لیے نکلا ہو گا کیونکہ انہی لوگوں کی وجہ سے ہم پاکستان میں اصل نظام سے مستفید نہیں ہو سکے؟

امیر تنظیم اسلامی: بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد اپنی گفتگو میں اس نکتہ کو واضح فرمایا کرتے تھے کہ ایک مسلمان حکمران کا فاسق و فاجر ہونا یعنی اس کے ذاتی کردار میں بگاڑ کا ہونا ایک شے ہے، لیکن اگر وہ شریعت کی خلاف ورزی کا تقاضا کر رہا ہو، کفر بواح کا حکم دے رہا ہو تو یہ دوسری شے ہے۔ مسلم معاشرے کا ایسا حکمران جس میں یہ دونوں چیزیں موجود ہوں تو اس مسئلہ کو فقهاء مسئلہ خروج کے تحت بیان کرتے ہیں اور اس کے تحت بڑی کڑی شرائط بیان کرتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ ”اور امام مالک“ فرماتے ہیں کہ جو لوگ خروج کے لیے کھڑے ہوں ان کی تعداد اور تیاری اس قدر ہونی چاہیے کہ وہ وقت کے فاسق و فاجر حکمرانوں کو شکست دے سکیں اور غالب آکر نظام کو اپنے ہاتھ میں لے کر اس کی اصلاح کر سکیں۔ لیکن اگر موجودہ پاکستان کی بات کریں تو یہاں حکمران فسق و فجور میں بھی بنتا ہیں، ان کی پالیسیز اور اقدامات بھی کئی مرتبہ شریعت کے خلاف ہوتے ہیں لیکن کیا ان کے خلاف ہم ہتھیار اٹھاسکتے ہیں؟ اگر فقهاء کی شرائط کے مطابق خروج کرتے ہیں تو غالب گمان یہی ہے کہ فساد کا معاملہ زیادہ ہو جائے۔ چنانچہ تنظیم اسلامی کی سوچ بھی رائے ہے اور بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے تو کیا دس بتوں کو توڑنہیں سکتے تھے؟ لیکن انہوں نے نہیں توڑا بلکہ مکی زندگی میں کفواید کیم کے حکم پر عمل ہوا کیونکہ منہج انقلاب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذیل میں بکثرت اس کو بیان کیا ہے کہ جماعت کو منظم اور مضبوط کرنا تھا۔ پھر جب ہجرت کیا ہے کہ چونکہ اس وقت حکمرانوں کے پاس وسائل اور

سٹینڈنگ آر میز موجود ہیں، اسلوچ موجود ہے اور عوام کم و بیش نہیں ہیں، یعنی فی زمانہ عوام اور حکمرانوں کے درمیان اس قدر عدم توازن کا معاملہ آگیا ہے کہ خروج، مسلح بغاوت یا تلوار اٹھانے کا معاملہ موزوں نہیں ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ پھر کیا کیا جائے؟ اس موضوع پر بانی تنظیم اسلامی کے منہج انقلاب نبوی کی روشنی میں تفصیلی خطبات موجود ہیں اور کتاب بھی موجود ہے۔ اس کا خلاصہ ”رسول انقلاب صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ انقلاب“ بھی موجود ہے۔ ان کا مطالعہ کرنا یا اسنا مفید رہے گا۔ اس حوالے سے تنظیم اسلامی کا موقف ہے کہ ایک منظم جماعت ہونی چاہیے جو سمع و طاعت کے اصولوں پر کاربند ہو، اس کے افراد تربیت یافتہ ہوں اور وہ شریعت کے نفاذ کا مطالubh لے کر کھڑے ہوں، وہ جان دینے کی بات تو کریں لیکن جان لینے کی بات نہ کریں۔ کیونکہ مقابلے میں حکمران بھی کلمہ گو ہیں اور ان کی افواج بھی مسلمانوں پر مشتمل ہیں اور کلمہ گو کی گردان اڑانا کوئی آسان معاملہ نہیں ہے۔ وہ پر امن، منظم اور غیر مسلح تحریک کے ذریعے نفاذ شریعت کا مطالubh پیش کریں۔ لیکن نظام بدلنے سے پہلے ہر مسلمان کو اپنے وجود پر اسلام کو نافذ کرنا لازم ہے کیونکہ اگر ہم اپنے چھفت کے وجود پر گواہی نہ دے پائیں تو پھر کس منہ سے 22 کروڑ کے وجود پر گواہی دینے کی بات کر رہے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو سامنے رکھیں تو مکہ کے تیرہ برس میں خانہ کعبہ میں 360 بت موجود ہیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم پھر بھی بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں۔ سیرت کی اس فلاسفی کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ جب حضرت امیر حمزہ اور سیدنا عمر ایمان لائے تھے تو کیا دس بتوں کو توڑنہیں سکتے تھے؟ لیکن انہوں نے نہیں توڑا بلکہ مکی زندگی میں کفواید کیم کے حکم پر عمل ہوا کیونکہ منہج انقلاب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذیل میں بکثرت اس کو بیان کیا ہے کہ جماعت کو منظم اور مضبوط کرنا تھا۔ پھر جب ہجرت

البته جو افراد آئے ہیں ہماری دعا ہے کہ ہم سب کو اللہ اخلاص پر قائم رکھے تاکہ ہم پہلے اپنی ذات پر دین کی گواہی دے سکیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نصرت فاسقوں اور فاجروں کے لیے نہیں ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ أَتَقَوُا وَالَّذِينَ هُمْ حُسْنَاءُونَ﴾ (العل: 128) ”یقیناً اللہ اہل تقویٰ اور نیکو کاروں کے ساتھ ہے۔“

تم پر اسی طرح حرام ہے جیسے عرفہ کا دن، ذوالحجہ کا مہینہ اور حرم کی زمین تم پر حرام ہے۔ گویا یہ بغض، عداوت، نفرت، کردار کشی، لعن طعن، غیبیتیں سب چیزیں آبرور یزدی کے ذیل میں آتی ہیں اور مسلمان کی آبرور یزدی کرنا حرام ہے۔ اس سے تکبر پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

سوال: میڈیا نوجوان نسل کو خراب کر رہا ہے تنظیم اسلامی اس سلسلے میں کیا کام کر رہی ہے؟

امیر تنظیم اسلامی: اس وقت دجالی تہذیب کے اثرات جس طرح ہمارے گھروں میں پہنچے ہوئے ہیں اس کا بڑا ذریعہ میڈیا ہے۔ اس حوالے سے اپنے ذہنوں اور آنکھوں کو کھلار کھنے اور اپنے اندر یہ احساس پیدا کرنے کی ضرورت ہے کہ کہیں یہ چیز ہمارے ایمان اور حیا کو نہ لے ڈو بے۔ البته یہ یاد رہے کہ شیطان تو پہلے دن سے موجود ہے اور یہ سارے ذرائع شیطان کے ہیں جن کے ذریعے سوہنے والے مخلوق خدا کو مگراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

البته ہم کمزور زیادہ ہیں لہذا جس شدت کے ساتھ یہ چیزیں ہم پر حملہ آور ہیں تو اسی شدت کے ساتھ ہمیں اللہ کے ساتھ تعلق کی مضبوطی کی ضرورت ہے۔ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمَنِ نُقَيْضُ لَهُ شَيْطَنًا فَهُوَ لَهُ قَرِيبٌ﴾ (الازف: 36) ”اور جو کوئی منہ پھیر لے رحمان کے ذکر سے اس پر ہم ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں، تو وہ اس کا ساتھی بنارہتا ہے۔“

گویا ہندہ خود موقع دیتا ہے تو شیطان داخل ہوتا ہے۔ آج ہم سو شل میڈیا کو استعمال کرنے کے لیے پہل تو خود ہی کر رہے ہیں۔ اس حوالے سے تنظیم اسلامی یہ کوشش کرتی ہے کہ اپنے رفقاء کو زیادہ سے زیادہ قرآن سے جوڑا جائے۔ باñی تنظیم اسلامی کا یہ مستقل طرہ امتیاز تھا کہ اپنے رفقاء و احباب کو قرآنی مجالس سے جوڑنے کی کوشش کرتے رہے۔ قرآن حکیم طلب ہدایت کے ساتھ سنا جائے، پڑھا جائے، بیان کیا جائے تاکہ وہ ہمارے ایمان کی آبیاری کا ذریعہ بنے۔ یہی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کا بڑا خوبصورت نکتہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے ذریعے تعلیم دی۔ لہذا جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ سے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال سے جڑیں گے تو اس سے وہ

اللہ نے توفیق دی ہے کہ ہم جماعتی زندگی گزار رہے ہیں اور بقیہ لوگوں کے بارے میں بھی ہمارا دل وسیع ہے۔ اگر ہمارا کوئی بھائی دوسرا دینی جماعت میں اخلاص کے ساتھ کام کر رہا ہے تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ہاں محفوظ ہے اور ایسا شخص دنیا کے کسی کو نہ میں ہو وہ ہمارا بھائی ہے۔ باñی تنظیم اسلامی پہلے جماعت اسلامی سے علیحدہ ہوئے تھے تو ان کے ساتھ کافی تعداد جماعت سے الگ ہوئی تھی لیکن وہ سارے ہماری تنظیم میں شامل نہیں ہوئے لیکن اگر ان میں سے کوئی شخص کسی دینی جماعت میں شامل ہوتا تھا تو باñی تنظیم اسلامی اسے فون کر کے مبارک باد دیتے تھے کہ تم اکیلے زندگی نہیں گزار رہے بلکہ جماعتی زندگی میں آگئے ہو۔ ہمارا دل دینی جماعتوں کے لیے وسیع ہونا چاہیے۔

یقیناً علمی اختلاف رہے گا، طریقہ کار کا اختلاف رہے گا مگر یہ تعصب نہ آجائے کہ صرف ہم ہی یہ کام کر رہے ہیں باقی کوئی نہیں کر رہا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس اندھے تعصب سے محفوظ رکھے۔ آمین!

سوال: اگر ایک تنظیم کا رفیق کسی بھی وجہ سے تنظیم چھوڑ دے تو اس کے ساتھ ہمارے رفقاء کا کیا رویہ ہونا چاہیے؟

امیر تنظیم اسلامی: اگر کوئی آدمی تنظیم اسلامی کی فکر یا طریقہ کار سے یا امیر تنظیم سے اختلاف کی وجہ سے تنظیم چھوڑ کر چلا گیا تو وہ اسلام سے خارج نہیں ہو گیا کیونکہ تنظیم اسلامی الجماعة نہیں ہے۔ ایسے شخص کے مسلمانوں والے حقوق برقرار رہیں گے۔ پھر ہم اپنے لیے بھی اور ان کے لیے بھی ہدایت کی دعا کرتے ہیں۔ اختلاف ہونا ایک الگ شے ہے لیکن اس اختلاف کی وجہ سے تعصب پر اتنا بالکل غلط بات ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سختی سے تعصب سے منع فرمایا ہے۔ نفرت، تعصب، کردار کشی وغیرہ یہ وہ چیزیں ہیں جو کسی کی آبرو کھینے کے متراوٹ ہیں۔ خطبہ جمعۃ الوداع کے الفاظ ہمیں ہمیشہ سامنے رکھنے چاہئیں کہ تمہاری جان، مال، آبرو

نورانیت میسر آئے گی جو ہمارے دلوں کو ایمان سے منور کر دے گی۔ ان شاء اللہ! اور اس طرح ہم شیطان کے حملوں سے نفع سکیں گے۔ تنظیم اسلامی سمیت ہر دینی جماعت کی کوشش ہوتی ہے کہ لوگوں کو اجتماعی ماحول سے جوڑنے کی کوشش کی جائے۔ حدیث مبارکہ میں ہے کہ اکیلا آدمی شیطان کا شکار ہو جاتا ہے جیسے بکری ریوڑ سے علیحدہ چل رہی ہو تو بھیز یا اس پر حملہ کرتا ہے۔ اس کے عکس جو بندہ اجتماعیت سے جڑا ہوا ہو گا تو وہ شیاطین کے حملوں سے محفوظ رہے گا۔ اجتماعیت اور مساجد نیک لوگوں کی صحبت سے جوڑنے والے ایسے قلعے یا پناہ گاہیں ہیں جن کی مدد سے باہر کے حملوں کو کم کیا جاسکتا ہے۔ ایک امریکین تھنک ٹینک نے تسلیم کیا کہ اگر ہم نے اپنے بچوں کی مذہبی پیغمبریز میں حاضری کو تلقینی نہ بنایا تو ہماری الگی نسل Egosentric قسم کی نسل ہو گی جو بالکل مشینوں کی طرح ہو گی۔ یعنی ان کو بھی سمجھ آ رہی ہے کہ اپنی نسلوں کو بابل سے جوڑ دیا جائے۔ ہم بھی رحمان سے، قرآن سے اور صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم سے جوڑنے کی بات کر رہے ہیں۔ خاص طور پر نوجوانوں کو حکمت کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے جوڑنے کی ہم کوشش کرتے ہیں۔ ہمارے ہاں تربیت کو سرز کا اہتمام ہوتا ہے۔ پھر ہم گھروں میں بھی تربیت کا اہتمام کرنے کی بات کرتے ہیں۔ ہم نے بچوں کے لیے، خواتین کے لیے اور مرد حضرات کے لیے مختلف قسم کے نصاب تیار کیے ہوئے ہیں اور ان کو مختلف اجتماعی سرگرمیوں سے جوڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کیونکہ باہر سے آنے والے پریش کے خلاف ہم اکیلے مزاحمت نہیں کر سکتے۔

سوال: تنظیم اسلامی کی انسداد سودہم کی اپنی ایک تاریخ ہے، انہی مشترک کو ششوں کے نتیجے میں وفاqi شرعی عدالت کا سود کے خلاف فیصلہ آیا۔ اب اس کے بعد تنظیم اسلامی کا کیا لائجہ عمل ہوگا؟

امیر تنظیم اسلامی: جن 8 بنکوں نے اس فیصلے کے خلاف اپیل دائر کی تھی انہوں نے اپیل واپس لے لی ہے مگر فائن ٹون کر کے بعد دوبارہ سپریم کورٹ میں جانا چاہتے ہیں اور سینیٹ بنک نے تور یو یو کے لیے پیشیں دائر کر رکھی ہے۔ حکومت کی طرف سے وزیر اعظم اور وزیر خزانہ نے کہا ہے کہ ہم اس فیصلے کو تسلیم کرتے ہیں اور اس کو تحسین کی ہگا ہوں سے دیکھتے ہیں اور ہم کوشش کریں گے

دینی جماعتوں نے آواز بلند کی تو ان کا پریشانیا گیا اور اللہ نے کامیابی دی ہے۔ ہم دینی سیاسی جماعتوں سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ انتخابی سیاست کو چھوڑ کر انقلابی سیاست کا راستہ شریعت کے احکام کے نفاذ کے لیے اپنا نئی کیونکہ پاکستان میں نفاذ شریعت کے لیے یہی صحیح راستہ ہے۔

سوال: جماعت اسلامی اور تنظیم اسلامی کے علاوہ دیگر اسلامی جماعتوں نے سودہم میں حصوں کیوں نہیں لیا؟

امیر تنظیم اسلامی: مولانا ابوالکلام آزاد سے کسی نے کسی مسئلہ پر اعتراض کیا تو انہوں نے کہا کہ میں اس کے سوا کیا کہہ سکتا ہوں کہ کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اسی طرح میں بھی بڑے افسوس سے یہ جملہ استعمال کر رہا ہوں کہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ہمارے ہاں چھوٹے موٹے انتخابی مسائل ہوں، سیاسی راہنماؤں پر کوئی آرچ آجائے تو ہماری دینی جماعتوں کے لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں اور بعض مرتبہ کسی کو حکومت سے ہٹانے یا لانے کے لیے دھرنوں کے ذریعے پورے پورے شہر بلاک کر دیتے ہیں مگر سودہ جو کہ بڑا منکر ہے، عقیدے کے لحاظ سے شرک سب سے بڑا منکر ہے اور عمل میں سودہ خوری کا معاملہ بدترین ہے جس پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر سودہ نہیں چھوڑتے تو جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اتنے بڑے منکر کی وجہ سے ہم اس وقت اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ کی حالت میں ہیں اس کے بارے میں ہمارے مذہبی طبقہ کے جذبات کھل کر سامنے نہیں آتے تو میں کیا کہوں اس کے سوا کہ کچھ نہیں کہہ سکتا۔ منکرات پر خاموشی تائید کے زمرے میں آتی ہے اور جب اللہ تعالیٰ کا عذاب آتا ہے تو پھر سب لپیٹ میں آتے ہیں۔ اصحاب سبت کا واقعہ سورۃ الاعراف میں بیان ہوا ہے کہ جو لوگ منکر کے خلاف کھڑے نہیں ہوئے وہ بھی منکر میں ملوث لوگوں کے ساتھ بدترین عذاب کا شکار ہوئے۔ صرف وہ لوگ بچائے گئے جو اس منکر کے خلاف کھڑے ہوئے۔ منکرات کے خلاف کھڑا ہونا انبیاء و رسول کا فریضہ تھا۔ ختم نبوت کے بعد یہ ذمہ داری اب امت مسلمہ کی ہے۔ جب اقوام میں منکرات کو روکنے کا اور اصلاح کا کام نہیں ہوتا تو پھر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوتا ہے۔ آج عذابوں کی کیفیات مختلف نوعیت کی ہیں، کبھی تعصب کے نام پر دست و گریباں ہو جانا، کبھی معیشت کی وجہ سے مشکلات میں آ جانا، کبھی خود کشیوں کا ریث بڑھ جانا، کبھی قتل و غارت گری اور ذکوؤں کا راج ہونا اور مال سے برکت کا اٹھ جانا، بیماریوں میں اضافہ

تھیں۔ اس کے بعد جب یہ فیصلہ آیا تو ملک بھر سے اس کی تحریک و تائید کی بات آئی، علماء کی طرف سے بھی تائید آئی۔ مفتی تقی عنانی صاحب اور مفتی میب الرحمن صاحب نے بھی کچھ فوراً مزپربات کی ہے کہ ہمیں اس فیصلے کے نفاذ کے لیے محنت کرنے اور اس حوالے سے پریشان ڈالنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ یہ مسئلہ سب کے نزدیک متفقہ ہے، سودہ کی حرمت کا کوئی انکار نہیں کرتا۔ باñ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد فرمایا کرتے تھے کہ شریعت کے نفاذ کا مطالبہ لے کر ہم کھڑے ہوں تو پہلے ہمیں چند منکرات کو نارگٹ کرنا ہو گا اور کسی متفق علیہ منکر کے خلاف مہم کی بنیاد پر نفاذ شریعت کے مطالبے کو آگے بڑھانے کی کوشش کرنی ہوگی۔ بہر حال اس حوالے سے تنظیم اسلامی عوام الناس، علماء کرام کو آگاہ کرنے کے لیے کوشش کر رہی ہے، مولانا زاہد الرashدی جیسے علماء بھی انسداد سود کے حوالے سے محنت کر رہے ہیں اور دوسرے لوگوں کی طرف سے بھی دباؤ بڑھانے کی بات آرہی ہے۔ ہم پر امن ابجی ٹیشن کی بات کرتے ہیں۔ اپنے رفقاء کی تعلیم کے لیے عرض کروں گا کہ شریعت کے نفاذ کے لیے آخری اقدام کو ہم تحریک کہیں گے، اس سے پہلے ہم مہماں چلاتے ہیں جیسا کہ آگاہی منکرات مہماں وغیرہ۔ اسی طرح سود کے خلاف بھی ایک مہم شروع کی جا سکتی ہے جو ایک مشترکہ کوشش ہوگی اور تعاوناً علی البر و التقویٰ کے اصول کے تحت تنظیم اسلامی اپنا حصہ ضرور ڈالے گی۔ تنظیم اسلامی اس سے پہلے منکرات کے خلاف مہماں کا اهتمام کرتی رہی ہے۔ ہم پہلے پارلیمنٹ کے تمام ممبران، ججز، صحافیوں، آئندہ حضرات وغیرہ سب کو خطوط لکھتے ہیں کیونکہ ہم نے ملک اسلام کے نام پر لیا ہے لہذا ہم چاہتے ہیں کہ ان تک بھی بات پہنچائی جائے۔ ہمارے پاس ہاتھ سے منکر کو ختم کرنے کی طاقت نہیں تو زبان سے اس کو روکنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جہاں تک دینی سیاسی جماعتوں کا تعلق ہے تو ان سے ہم دست بستہ گزارش کرتے ہیں کہ 75 بر س کا بہت بڑا تجربہ ہمارے سامنے ہے کہ اس انتخابی سیاست کے نتیجے میں شریعت کا نفاذ ممکن نہیں ہے کیونکہ یہ فرسودہ نظام کی میوزیکل چیزیں ہے البتہ جب دینی جماعتوں نے کسی متفق علیہ معاہلے پر انتخابی سیاست سے ہٹ کر کوئی تحریک چلائی ہے، مثلاً قادیانیوں کے خلاف، تحفظ ناموس رسالت کے قانون کی تبدیلی کی کوشش کے خلاف تو اللہ تعالیٰ نے کامیابی دی۔ پھر سنده اسی میں خلاف تو اسلام قانون ہو یا نام نہاد گھر یو تشدیل ہو اس کے خلاف

کہ اس کی روح کے مطابق عمل کیا جاسکے۔ ہم نے بھی ان کو میکم کیا ہے۔ پھر ایک ٹاسک فورس بنادی گئی ہے جس میں مفتی تقی عنانی سمیت مختلف علماء کرام اور حکومتی ذمہ داران شامل ہیں۔ لیکن یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے اگر حکومت وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے پر عمل درآمد کرانے کے لیے ٹاسک فورس بنارہی ہے تو سٹیٹ بنک اپنی پیشش والپس کیوں نہیں لیتا؟ اس پیشش کا پریم کورٹ میں جانا یہ واضح کر رہا ہے کہ نیک نیت نہیں ہے۔ اگر آپ کو فیصلے کے حوالے سے کوئی وضاحت یا تشریع چاہیے تو آپ وفاقی شرعی عدالت میں جائیں تاکہ وہیں پر معاملہ حل ہو، پریم کورٹ میں جانے کا مطلب یہ ہو گا وہ فیصلہ سے کاشکار ہو جائے گا اور یہی چیز ہم پچھلے پچاس برسوں سے دیکھتے آرہے ہیں کہ مختلف حیلے بہانوں سے معاہلے کو لٹکایا جا رہا ہے۔ پھر کمیشن اور ٹاسک فورس پہلے بھی بننے رہے۔ اسلامی نظریاتی کونسل اور سٹیٹ بنک کی کمیٹیوں نے بھی بڑے کام کیے ہیں لیکن اصل تقاضا بھی تک پورا نہیں ہوا۔ بہر حال ہم نیک نیت اس وقت محسوس کریں گے جب کوئی ایک قابل ذکر عملی قدم اٹھا لیا جائے گا۔ موجودہ فیصلہ 319 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں بہت سارے کام کرنے کو دیے گئے جن میں کچھ فوری نوعیت کے ہیں جو فوری ہو سکتے ہیں۔ حکومت اگر نیک نیت ہے تو وہ پہلا کام یہی کرے کہ سٹیٹ بنک کا پیشش والپس لے کر دکھائے اور کسی تشریع کی ضرورت ہے تو وفاقی شرعی سے رجوع کرے۔ ہماری دوسری گزارش یہ ہے کہ ٹاسک فورس میں ان علماء کو بھی شامل کریں جو موجودہ اسلامی اکانوی اور معیشت کے میکنزم کو بھی سمجھتے ہوں۔ اس کے علاوہ کچھ سٹیک ہولڈرز اور بھی ہو سکتے ہیں، خاص طور پر وہ جماعتوں اور حضرات جو پچھلے بیس سال وفاقی شرعی عدالت میں اس کیس کی سماught کے دوران بڑے صبر آزم امراض سے گزرے ہیں اور انہوں نے اس مقدمے کے سارے اُتار چڑھاو دیکھے ہیں، ان حضرات کو بھی آن بورڈ لینے کی ضرورت ہے۔

سوال: کیا تنظیم اسلامی اس معاہلے میں دوسری جماعتوں کے ساتھ مل کر کوئی تحریک چلانے کا پروگرام رکھتی ہے؟

امیر تنظیم اسلامی: تنظیم اسلامی نے دوسری جماعتوں بالخصوص جماعت اسلامی کے ساتھ مل کر انسداد سودہم میں کوششیں کیں، ہمارے اور جماعت اسلامی کے وکلاء نے مل کر عدالت میں کوششیں کیں اور کچھ اہل علم بھی اپنا حصہ ڈالتے رہے۔ یہ مشترکہ کوششیں

ہو جانا، زلزلوں کا آجانا یہ مختلف عذاب ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں۔ اگر ہمیں ان کا احساس نہیں ہو رہا تو گویا ہم خود عذاب کو دعوت دے رہے ہیں۔

سوال: کیا دران تعليم تنظیم میں شمولیت اختیار کرنی چاہیے یا تعليم سے فراغت کے بعد؟ اور پھر ہم کیا دعوت دیں، تنظیم میں شمولیت کی یا اعمال کی اصلاح کی؟

امیر تنظیم اسلامی: اصولی طور پر شریعت کے احکامات بلوغت کے بعد لاگو ہو جاتے ہیں۔ اگر کسی کو دین اور دینی ذمہ داریوں کا تصور سمجھ میں آگیا ہے تو اسے تنظیم میں شمولیت اختیار کرنی چاہیے۔ ہمیں ایسے نوجوانوں کا حوصلہ بڑھانا چاہیے کہ جو اس عمر میں دین کے حوالے سے فکرمند ہیں ورنہ ایک تصور یہ رہا ہے کہ ریٹائرمنٹ کے بعد سوچیں گے یعنی 60 سال کے بعد۔ تب تک زندہ رہتے بھی ہیں یا نہیں کوئی گارنی نہیں ہے۔ پھر یہ بھی پوچھا جاتا ہے کہ تنظیم میں شامل ہو کر کیا کرنا پڑے گا۔ اس کا جواب بہت سادہ ہے کہ دین کے تقاضوں پر عمل کرنا ہر مسلمان کا کام ہے، تنظیم میں وہی کام ایک نظم کے تحت کرنا ہوگا۔ تنظیم میں آنے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ رفیق تنظیم کو نالج ملے گی کہ میرے کرنے کے کام کیا ہیں۔ بہت سے لوگ ہیں جن کی نماز کی طرف توجہ نہیں ہوتی لیکن جب وہ دینی اجتماعیت میں آتے ہیں تو ان کی نمازیں درست ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ بہت سے لوگ ہیں جو دنیا کی ہر تعلیم حاصل کر رہے ہیں لیکن قرآن کی الف ب نہیں آتی۔ تنظیم میں کوئی شامل ہو گا تو اسے دروس قرآن اور قرآنی حلقوں کے ذریعے قرآن کو سمجھنے کے موقع میراہیں گے۔ اسی طرح بہت سارے روزمرہ کے معمولات ہمارے علم میں نہیں ہیں یا ان کی یادداہی نہیں تو ان کی تذکیر ملے گی۔

2007ء میں کراچی یونیورسٹی میں والدین کے حقوق کے موضوع پر پیچرہ دے رہا تھا تو کلاس میں چار طلبہ نے کہا برسوں بعد یاد آیا کہ والدین کے لیے دعا بھی کرنی چاہیے۔ یہ ایم بی اے کے طلبہ تھے۔ یہ بھی یاد رہے کہ اسلام صرف چند بنیادوں پر مشتمل نہیں ہے بلکہ ایک مکمل کوڈ آف لائف ہے۔ وہاں خود اللہ کی بندگی کے ساتھ اسلام کی دعوت کا کام بھی کرنا ہے اور اقامت دین کی جدو چہ بھی کرنی ہے۔ چونکہ یہ کام کوئی انسان اکیلے کرنے نہیں سکتا اس لیے اس کا جماعت میں آنا ضروری ہے۔ چنانچہ ہمارے وہ نوجوان جو کالج یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں وہ تعلیم کے ساتھ ساتھ کسی اجتماعیت میں شامل ہوں تاکہ ان کو اپنی دینی ذمہ داریوں کی یادداہی

اور مصروفیت ہے تو وہ شام کے اوقات میں یا ویک اینڈ پر یہ کو رسز کر سکتا ہے۔ کچھ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو دنیوی تعلیم کو کم اہمیت دیتے ہیں اور اپنی دینی تعلیم میں زیادہ آگے بڑھنا چاہتے ہیں۔ اللہ نے ان کو توفیق دی ہوتی ہے۔ اس حوالے سے بھی پاکستان کے بڑے شہروں میں سعودی عرب والا ماذل اپنا یا جا رہا ہے کہ میٹرک تک بنیادی دینی اور دنیوی تعلیم دی جائے گی اس کے بعد جو جس فیلڈ کا چاہے انتخاب کرے۔ البتہ اصولی طور پر ہر بندہ مومن کے لیے دین کی بنیادی تعلیم حاصل کرنا فرض ہے، وہ اس کو لازمی حاصل کرے۔

سوال: نظام نیکس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟
امیر تنظیم اسلامی: یہ ایک ٹینکنیکل مسئلہ ہے جس کے کئی پہلو ہیں۔ سوال یہ ہے کیا نیکس لگائے بھی جاسکتے ہیں یا نہیں؟ یقیناً لگائے جاسکتے ہیں اگر ریاست سمجھتی ہے کہ سلطنت کو چلانے کے لیے اس کے پاس وسائل ناکافی ہیں تو نیکس لگانے کی گنجائش ہے۔ اس کی دو شکلیں ہیں۔ ایک جو سر و سر حکومت عوام کو مہیا کر رہی ہے مثلاً سڑکیں، پل، ہائی ویزوں اور جن سے عوام استفادہ کر رہے ہیں تو ان کا نیکس عوام دیتے ہیں۔ دوسری شکل یہ ہے کہ حکومت کو جہاں خسارہ نظر آتا ہے وہاں نیکس لگائے مگر اس میں شریعت نے اصول عطا فرمائے ہیں۔ خلافت راشدہ میں یہ اصول موجود تھے۔ اس حوالے سے ہمیں خلفاء راشدین کے دور کا مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے۔ جہاں تک ظالمانہ وجا برانہ نیکس کا معاملہ ہے تو اس کو تو کوئی صاحب علم اور سلیم الفطرت انسان قبول نہیں کرے گا کہ حکمرانوں کی تجویزیں کو بھرنے کے لیے ناجائز نیکس لگائے جائیں۔

سوال: نظام نیکس کے حوالے سے چار ٹرڈ اکاؤنٹینٹ کو کیا مشورہ دینا چاہیے؟

امیر تنظیم اسلامی: اس حوالے سے انکم نیکس آرڈیننس کے اندر ہی چار ٹرڈ اکاؤنٹینٹ کو چھوٹ دی جاتی ہے۔ اگر تو وہ چھوٹ دیے گئے قانون کے مطابق ہے تو اس میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔ لیکن مسئلہ یہاں پیدا ہوتا ہے جب دو بکس رکھی جاتی ہیں، ایک پچھی اور ایک پہنچی۔ اس کا واضح مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ شخص نیکس بچانا چاہتا ہے۔ اس پر فقهاء نے یہاں تک لکھا ہے کہ مثال کے طور پر ایک حکومت نے 10 افراد سے 100 روپے نیکس وصول کرنا ہے تو فی آدمی 10 روپے نیکس آئے گا۔ لیکن ان دس میں سے ایک آدمی کہتا ہے کہ میں نیکس نہیں دیتا لیکن حکومت کا ہدف 100 روپے ہے تو وہ بقیہ لوگوں سے

بھی ہوا ران کوادا کرنے کے لیے ایک پلیٹ فارم بھی مہیا ہو سکے۔ جہاں تک دعوت دینے کا سوال ہے تو بنیادی دعوت دین کی رکھیں اس میں اعمال کے تقاضے اور دینی ذمہ داریوں کے تقاضے بھی آ جائیں گے اور اس میں تنظیم کی دعوت بھی آ جائے گی لیکن یہ ایک ہی دن میں نہیں ہو گا پہلے لوں کو زرم کیا جائے گا۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرماتی ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں پہلے شراب، سود اور جوئے کے احکام دیے ہو تو لوگ عمل نہ کر پاتے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں پہلے ایمان اور آخرت کی فکر پر زور دیا اور پھر مدینی سورتوں میں احکام نازل ہوئے۔ اس لیے جب کوئی سماحتی تنظیم میں آئے گا تو قرآن کی محفلوں میں آئے گا اور پھر وہ تدریس جا اپنے اعمال کی اصلاح کرے گا۔

سوال: دنیوی تعلیم اور دینی تعلیم میں کیا نسبت ہوئی چاہیے؟
امیر تنظیم اسلامی: ایک بنیادی تعلیم ہوتی ہے اور ایک پیشلازیشن ہوتی ہے۔ مجھے سعودی عرب کے ماذل کا یہ حصہ بہت پسند ہے کہ وہاں گریڈ 10 یا 12 تک ہر بچہ دینی تعلیم بھی حاصل کرتا ہے اور عصری تعلیم بھی حاصل کرتا ہے۔ اس کے بعد اس کی چوائیں ہے کہ وہ میڈیکل میں جانا چاہتا ہے، کلیتہ القرآن میں جانا چاہتا ہے یا کسی اور مضمون میں پیشلازیشن کرنا چاہتا ہے۔ یعنی اس میں بچہ دین کی بنیادی تعلیم سے واقف ہو جاتا ہے۔ یہ آئینہ میں پیشلازیشن کرنا چاہتا ہے۔ ہمارے ہاں عام طور پر زیادہ رجحان دنیوی تعلیم کی طرف ہوتا ہے اور دینی تعلیم اپنی ذات میں کوئی بری شے نہیں ہے۔ اگر اس کو اچھے مقاصد کے ساتھ اور کل کی ذمہ داریوں کوادا کرنے کے لیے حاصل کیا جائے تو علماء کہتے ہیں اگر کوئی اس نیت سے تعلیم حاصل کر رہا ہے تو اس کا بھی اجر مل جائے گا۔ یعنی دنیوی تعلیم حاصل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن دین کی بنیادی تعلیم تو فرض ہے۔ جیسے نوجوان اگر ابھی کمانے کے قابل نہیں تو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی لہذا اس پر زکوٰۃ پر عمل کرنا فرض نہیں ہے لیکن اس پر نماز فرض ہو گئی ہے۔ اس لیے اس پر نماز کے مسائل، طہارت کے مسائل، ناظرہ قرآن سیکھنا فرض ہے۔ فرائض کے درجے کے علوم حاصل کرنا ضروری ہیں۔ اس کے لیے 8 سال یا زیادہ وقت لگانے کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ مدارس میں اور ہماری قرآن اکیڈمی میز میں شارٹ کو رسز کرواۓ جاتے ہیں جہاں دین کی بنیادی تعلیم کا اہتمام ہوتا ہے۔ اگر کوئی دن کے اوقات میں کالج، یونیورسٹیز میں پڑھ رہا ہے یا کوئی

اضافی نیکس لے کر ہدف پورا کرے گی۔ اس طرح بقیہ 9 لوگوں پر جو اضافی بوجھ پڑا ہے اس کا گناہ اس ایک شخص پر جائے گا۔ یہ فقہی مسئلہ ہے۔ انکم نیکس آرڈیننس کا مسئلہ نہیں ہے۔ بانی تنظیم اسلامی نے طے کر دیا تھا کہ جو بھی حکومتی قوانین ہیں ان کے اندر رہتے ہوئے ہمیں اپنے معاملات صاف شفاف رکھنے کی کوشش کرنی ہے۔ رشوت دے کر نیکس سے بچنا یا کوئی بھی کام کروانا اسلام میں منع ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی عزیمت کے راستے پر ہمیں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سوال: موجودہ سیاسی اور معاشی بحران کے تناظر میں پاکستان کا مستقبل کیا ہوگا؟

امیر تنظیم اسلامی: احادیث میں امت کا مستقبل بڑا تباہا ک بتایا گیا ہے لیکن بہر حال رات کی تاریکیوں کے بعد ہی صحیح کی روشنی نمودار ہوتی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہماری اشرافیہ، حکمرانوں اور کرتادھر تالوگوں کو یہ بات سمجھنے نہیں آ رہی کہ پاکستان کس نظریہ کی بنیاد پر وجود میں آ یا تھا۔ دنیا میں ممالک زبان، جغرافیہ، نسل یا تاریخی پس منظر کی بنیاد پر بنتے رہے ہیں۔ پاکستان ان میں سے کسی بنیاد پر وجود میں نہیں آ یا۔ یعنی ہمارے خطے، زبانیں، نسلیں الگ ہیں۔ ہمیں صرف کلمہ نے جوڑا تھا جس کی بنیاد پر ہم نے یہ ملک حاصل کیا اور اس میں اسلام کے نفاذ کی طرف پیش قدمی کیے بغیر یہ ملک مستحکم نہیں ہو سکتا۔ باقی سارے تجزیے ہو رہے لیکن وہ ایک آنکھے والے ہیں جو مادہ پرستانہ سوچ والی ہے۔ ہم ظاہر کے اسباب کی نفی نہیں کرتے لیکن حقیقت کی آنکھ سے بھی دیکھنے کی بھی ضرورت ہے کہ ملک اسلام کے نام پر بنتا ہے اگر اسلام کو ترجیح نہیں دیں گے تو پھر تعصب، علاقائی، لسانی جھگڑے ہی ہوں گے جیسے 1971ء میں ہوا۔ یہ تعصب ہی تو تھا کہ ملک دولخت ہوا تھا۔ آج پھر تعصب کی باتیں ہو رہی ہیں تو اس تعصب کا توڑ اسلام ہے جو ان کے درمیان قدرے مشترک ہے۔ دینی نقطہ نظر سے دیکھیں تو ہم نے اللہ کے نام پر ملک لیا لیکن پھر اللہ سے غداری کی تو اللہ نے ہمارے دلوں میں نفاق ڈال دیا۔ بانی تنظیم اسلامی بڑی سخت بات کرتے تھے کہ اجتماعی سطح پر ہمارے اندر نفاق کی چاروں نشانیاں پائی جاتی ہیں۔ یعنی جھوٹ، وعدہ خلافی، خیانت، جھگڑا کرنا۔ یہ نشانیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں بیان فرمائیں۔ ہم اپنے معاشرے کا جائزہ لے سکتے ہیں۔ بانی تنظیم اسلامی فرماتے تھے کہ جو جتنے بڑے عہدے

گے لیکن کون سی آزادی؟ ہم نے تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات اور قرآن حکیم کی تعلیم سے اپنے آپ کو آزاد کیا۔ بقول حالی اے خاصہ خاصان رسول وقت دعا ہے اُمت پر تیری آکے عجب وقت پڑا ہے ہم اس پر آزادی منار ہے ہیں حالانکہ اصل آزادی یہ ہے کہ

یہ ایک سجدہ ہے تو گراں سمجھتا ہے ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات! لیکن 75 برس ہو چکے ہیں ہم وہ ایک سجدہ کرنے کو تیار نہیں ہو رہے۔ ہماری غلامی کی انتہا یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ اپنے اثاثے بیچنے کو تیار ہیں۔ کیا کل اپنی ایسی نیکنالوجی کو بھی بیچ دیں گے؟ جس کی وجہ سے بھارت آج تک ہم پر حملہ نہیں کر سکا۔ یہ آزادی نہیں ہے بلکہ غلامی ہے۔ کیونکہ ہم نے حقیقی آزادی کو حاصل کرنے کے لیے شریعت کے نفاذ کی طرف پیش قدی نہیں کی۔

پریس ریلیز 12 اگست 2022ء

طاغوتی قوتیں افغانستان میں بدترین دہشت گردی کا ارتکاب کر رہی ہیں

شجاع الدین شیخ

طاغوتی قوتیں افغانستان میں بدترین دہشت گردی کا ارتکاب کر رہی ہیں۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے کابل میں خود کش حملہ میں معروف عالم دین اور مجاہد شیخ رحیم اللہ حقانی کی شہادت کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہی۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ انہوں نے کہا کہ افغانستان میں طالبان کی حکومت قائم ہوئے ایک برس ہو چکا ہے اور اس دوران دہشت گردی کے پر درپے واقعات رونما ہوئے اور دہشت گردی کے ان سب سانحات کی داعش نے ذمہ داری قبول کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ کے سابق صدر ٹرمپ اور دوسرے کئی سابقہ اور موجودہ اعلیٰ عہدہ دار یہ تسلیم کر چکے ہیں کہ داعش درحقیقت خود امریکہ نے بنائی تھی۔ انہوں نے کہا کہ چند روز قبل امریکہ کا ڈرون حملے میں ایمن الطواہری کو قتل کر دینا دو حصہ معاہدے کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ امریکہ جو آگ افغانستان میں دوبارہ بھڑکانے کی کوشش کر رہا ہے وہ دنیا کے امن کو تباہ و بر باد کر دے گی۔ انہوں نے پاکستان اور امریکہ کے درمیان حالیہ قربت پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہ پاکستان کو اس حوالے سے امریکی دباؤ ہرگز قبول نہیں کرنا چاہیے۔ انہوں نے اس بات پر حیرت کا اظہار کیا کہ پاکستان، ایران، چین، ترکی اور روس جو خود کو افغانستان کا وکیل ظاہر کرتے ہیں خود افغان طالبان کی حکومت کو تسلیم کیوں نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا کہ اگر تمام مسلمان ممالک افغان طالبان کی حکومت کو تسلیم کر لیں تو امت مسلمہ کے دشمنوں کے لیے بھی افغان طالبان کی حکومت کے خلاف کوئی اقدام کرنا آسان نہ ہو گا۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

آن لائن کورس

- کیا آپ جانا چاہتے ہیں؟ از روئے قرآن ہماری وینی زمداداریاں کیا ہیں؟
- نئی اور تقویٰ اور جہاد اور قیال کی حقیقت کیا ہے؟
- کیا آپ دین کے جامع اور ہمہ گیر تصور سے واقعیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ قرآن حکیم کی فکری اساس اور بنیادی عملی ہدایات سے روشناس ہونا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ تجھی مجلس میں اسلام پر ہونے والی تنقید کا مناسب اور مدلل جواب دینے کی امیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟

تو

مدرسہ مرکزی الجمیں خدام القرآن لاہورڈ اکٹھر احمد رحوم مفتوق کے مرتب کردہ "مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب فصاب" پرمنی "قرآن حکیم کی فکری عملی راہنمائی کورس" سے استفادہ کیجیے یہ کورس (جو ایک مرصد سے بذریعہ خط و کتابت کروایا جا رہا ہے) شائقین علوم قرآنی کی دیرینہ خواہش پر

الحمد للہ!

اب یہ کورس آن لائن (ONLINE) بھی شروع ہو چکا ہے

برائے رابطہ: انچارج شعبہ خط و کتابت کو مرزا،
قرآن اکیڈمی، K-36، ماڈل ٹاؤن لاہور

فون: 3-42(92-42)35869501

E-mail: distancelearning@tanzeem.org

ضرورت رشتہ

☆ رفیق تنظیم، عمر 58 سال، تعلیم ایم اے، درس نظامی، ایئر فورس سے بطور خطیب ریٹائرڈ، ذاتی مکان میں رہائش پذیر کو عقد شانی کے لیے بیوہ / مطلقہ جو دین و دنیا میں معاون ہو، کا رشتہ درکار ہے۔ (پہلی بیوی وفات پا چکی، 3 بچے تمام شادی شدہ)

برائے رابطہ: 0301-6729604

☆ گوجرانوالہ میں رہائش پذیر کار و باری بٹ فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 27 سال، تعلیم ایم اے کے لیے دینی مزاج کے حاصل برسرور ذگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی قید نہیں۔ صرف والدین رابطہ کریں۔

برائے رابطہ: 0346-4483073

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(25 جولائی 2022ء)

پیر (25 جولائی) کی شام کو لاہور آنا ہوا۔

منگل (26 جولائی) کو شعبہ سمع و بصر و سو شل میڈیا، شعبہ تعلیم و تربیت، شعبہ نظامت اور شعبہ زکوٰۃ کے ناظمین کے ساتھ نائب امیر کے ہمراہ میئنگر کیں۔ شام کو شعبہ سمع و بصر میں "امیر سے ملاقات" کے پروگرام کی ریکارڈنگ کروائی۔

بدھ (27 جولائی) کو مرکزی عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی۔ بعد نماز ظہر ناظم شعبہ نشر و اشاعت اور ناظم شعبہ مالیات کے ساتھ میئنگر کیں۔ بعد ازاں کراچی واپسی ہوئی۔

جمعہ (29 جولائی) کو قرآن اکیڈمی ڈیپنس کراچی کی مسجد میں اجتماع جمعہ سے خطاب فرمایا۔ ہفتہ (30 جولائی) کی رات کو سرجری کے لیے ہسپتال داخل ہوئے۔ پیر کی رات کو سرجری کے بعد ڈسپارچر ج کیا گیا۔ بحمد اللہ تجھرو عافیت یہ معاملہ ہو گیا ہے۔ ☆ نائب امیر سے ٹیکسی امور وغیرہ کے حوالے سے آن لائن رابطہ رہا۔



جدید تعلیم یافتہ حضرات و خواتین کے لیے دینی علوم کے حصوں کا نادر موقع

ڈاکٹر اسرار احمد

روحانی القراء کورس

(دورانیہ ۹ ماہ)

۴۰ سال سے باقاعدگی
سے جاری تعلیمی سلسلہ

رمضان میں تدریس

پارٹ ۱ (سال اول) برائے مردو خواتین

● تجوید و ناظرہ ● عربی گرامر (صرف و نحو) ● ترجمہ قرآن (مع تفسیری و لغوی توضیحات)
● دورہ ترجمہ قرآن ● قرآن حکیم کی فکری عملی رہنمائی ● سیرت و شہادت النبی ﷺ
● مطالعہ حدیث و اصطلاحات حدیث ● فکرِ اقبال ● فقہ العبادات ● معاشیات اسلام ● اضافی محاضرات

پارٹ ۲ (سال دوم) برائے مردو حضرات

● عربی زبان و ادب ● اصول تفسیر ● تفسیر القرآن ● اصول حدیث ● درس حدیث
● اصول الفقه ● فقہ المعاملات ● عقیدہ (طحاویہ) ● اضافی محاضرات

ایام تدریس پیر تا جمعہ

☆ رجسٹریشن جاری ہے ☆ انٹرو یوکیم ستمبر

آنار 5 ستمبر 2022ء (ان شاء اللہ)

اوقات تدریس:
صحیح 8 بجے تا 12:30

نوٹ: بیرون لاہور ہائی حضرات کے لیے ہائل کی محدود سہولت موجود ہے۔
لہذا خواہشمند حضرات پہلے سے اپنی رجسٹریشن کروالیں۔

ڈاکٹر اسرار احمد کی خدمات قرآنی کا مرکز — قرآن اکیڈمی
K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور
email: irts@tanzeem.org
www.tanzeem.org

مرکزی انجمن خدمت ام القراء لاہور (رجسٹرڈ) مزید تفصیلات کے لئے www.tanzeem.org
03161466611 - 04235869501-3

گریگری چارہ ساز ہوتا ہے

عامرہ احسان

amira.pk@gmail.com

پہنچانے کی۔ یہ اسی کی کارفرمائی ہے۔ برطانیہ نے 57 ہزار علماء اور مجاہدین آزادی کو پھانسی دی تھی۔ پاکستان کو مجبوراً آزاد تو کر دیا مگر جاگیریں گدیاں اپنے انہی وفاداروں کو سونپیں جو کل (برطانیہ کے لیے) مجاہدین آزادی کی خبریاں کرتے انہیں شہید کر کے تمغے اور جائیدادیں بناتے رہے۔ شاہ محمود قریشی کے جداً مجد انہی وفاداروں میں سے ایک تھے۔ شاہ محمود خود مسلم لیگ، پیپلز پارٹی سے ہوتے ہوئے اب تحریک انصاف سے امریکا کے خلاف بیان داغ رہے ہیں! امریکا سازشی ٹھہرا دیا انصافی بیانیے میں۔ سفید گورا چٹا جھوٹ داغ دیا، حالانکہ ان کے گزشتہ سماں ہے تین سالہ دور میں بھی قطر سے امریکی ڈرون پاکستان کی ایئر سپیس استعمال کرتے رہے۔ "Absolutely Not" کے باوجود راہداریاں ہم سے وصولی ہیں۔

عمران خان، امریکا اشتراک سے کون ناواقف ہے۔ ٹیکریان خان ان کی امریکی بیٹی، ان کی سابقہ (برطانوی یہودی خاندان کی) بیوی اور برطانوی نژاد بیٹوں کے ساتھ برطانیہ میں پل بڑھ کر جوان ہوئی۔ ان سوتیلے بہن بھائیوں کا پاکستان سے تعلق صرف بذریعہ باپ (آن لائن) ہی ہوگا۔ حقائق جھٹلائے نہیں جاسکتے۔ امریکا سے ان کی بیک ڈور سفارتکاری (دوستی!) جاری ہے۔ وزیر اعلیٰ کے پی کے اور امریکی سفیر کی ملاقات، تھجے میں 36 طبی گاڑیوں کی وصولی! جھوٹ، فریب، دجل والا بوقت کا ایک جن پہلے کراچی سالہا سال مشرف کے دست شفقت تلتے پھلا پھولا۔ عروں البلاد کا گھندر بننا کر رخصت ہوا۔ اب بوقت سے جودو سرا جن برآمد ہوا، بد اخلاقی اور خود اعتمادی سے لدے پھندے جھوٹ کے سارے ریکارڈ ٹوٹ گئے۔ اسلامی اصطلاحات کو گیند سمجھ کر ان سے چوکے چھکے لگانے میں بے خوفی کا کوئی عالم نہیں۔ جو انہیں ووٹ نہ دے اسے خان صاحب نے علی الاعلان مشرک/شرک کا مرکب قرار دے دیا۔ پہلے انبیاء کی بات کی، مماثلث تلاش کرتے اس کوچے میں جا نکلے۔ اب شرک بھی ہونے لگا پناہ بخدا! ایمان کے تقاضوں، دینی علم کی ابجد سے ناواقف، قبروں پر سجدے گزارتے ریاست مدینہ کے 'صادق' 'امین' بنے اور بڑے بڑے ان کی ہمہ نوع آتش بازی پر خاموش رہے۔ جا بجا ان کے جن جادو جنات کا سحر چھایا رہا!

انصاف تو ملاحظہ ہو! ان 3 ہزار کے لیے چار مسلمان ملک اجائزے۔ لاکھوں مسلمان افغانستان، عراق، شام، یمن میں شہید کر کے خون کی ندیاں بہائیں۔ سارے یورپی و دیگر غیر مسلم (مسلم) ممالک کی جنگی ہمہ گیر قوت اس 'انصاف' کے لیے یکجا کی۔ ساری آبادیاں درہم برہم، در بدر کیں، اندر وون ملک مہاجر تیں، بیرون ملک رلنا ان کا مقدر ٹھہرا۔

دنیا بھر میں (UNHCR ار پورٹیں) سب سے بڑی تعداد مسلمانوں کی مہاجری۔ یورپ نے اپنے ہاں آبادی کی کمی اور افرادی قوت کے قحط کو شامی مہاجرین و دیگر کے ذریعے پورا کر کے بظاہر احسان کیا۔ حالانکہ یہ مفت ہی مختنی، باصلاحیت باکردار قوت کار (اپنے بگڑے نکلنے نوجوانوں کے مقابل) انہیں میسر آگئی۔ 3 ہزار کے 'انصاف' میں آدھی دنیا اجائزہ۔ اگر مذکورہ بالاخون مسلم اور بارگرام، ابوغریب، گوانتماؤ، فلسطینیوں، کشمیریوں (با الواسطہ ظلم بذریعہ اسرائیل و مودی)، کروڑوں ریڈ انڈیز (امریکا کے اصلی نسلی باشندے) لاکھوں افریقیہ سے لائے غلاموں پر ڈھائی قیامتوں، نوچی گئی کھالوں کو 'انصاف' دلانے دنیا اٹھ کھڑی ہو تو زمین پر سرچھپانے کی جگہ انہیں نہ ملے۔ دنیا بھر کے مظلوموں کی آہوں کا دھواں یوکرین جنگ میں روس، یورپ، امریکا کو سینگ پھنسائے جھونک چکا ہے! نہ لگلے بن پڑ رہی ہے نہ نگلے! خوداں کی کینہ تو زی کا یہ عالم ہے کہ صلاح الدین ایوبی سے انتقام کی آگ میں ان کی پوری کردنسی کو 5 ملکوں سے برشناہ اور بعد ازاں امریکا نے بد لے چکا۔

انسان تو انسان برطانیہ نے نیپو سلطان (معنی شیر) کی علامت شیر کو پورے اس علاقے میں جینے نہ دیا۔ ہزاروں ببر شیر مارڈا۔ شکار کے نام پر ہر شیر کو نیپو سمجھ کر مارنا مشغله بنادیا گیا۔ حیرت انگیز رپورٹیں ہیں اس سلسلے کی! عین ابلیسی بعض کے جھگڑا تو باپ آدم علیہ السلام سے، مگر قسم کھالی قیامت تک بنی آدم کو اپنے ہمراہ جہنم کہا: نائن الیون کے 3 ہزار کو انصاف مل گیا۔ امریکی

پاکستانی جمہوریت تو کبھی حقیقی جمہوریت (مغربی ماذل) تھی، ہی نہیں۔ زابچہ جمہوریت رہی: گھوم جا گھوم گیا والی۔ قوم بھی سالہا سال سے چکرائی گھسن گھیریاں سہہ رہی ہے۔ مگر اب تو امریکی جمہوریت پر بھی انگلیاں اٹھ رہی ہیں۔ واشنگٹن پوسٹ میں حالیہ رائے شماری میں کہا گیا ہے کہ امریکی جمہوریت رو بے زوال ہے۔ واٹنگ کے حقوق محدود ہیں، آزادی محاصرے میں ہے۔ فارن ریلیشنز کوسل کے سینئر فرد نے کہا: 'لگتا ہے ہم تباہی کی طرف جا رہے ہیں۔ بہت سے لوگ غیر ملکی پاسپورٹ لینے اور نقل مکانی کی بات کر رہے ہیں۔ افراط زر، فائزگ واقعات، موسمیاتی تبدیلیوں کے سد باب کے لیے کچھ نہیں کیا جا رہا۔' امریکا دنیا کا بڑا ابا، بنا اپنے گھر سے بے خبر، غافل ہے۔ خاندان بکھر چکے۔ اولاد تباہ حال، اخلاق، تہذیب چوپٹ، معیشت دگر گوں۔ یوکرین میں روس کو نیچا دکھانے میں مصروف ہیں۔ تائیوان جادھکنے (جنگی بحری جہازوں کے جلو میں نینسی پلوسی کا دورہ!) چین کو انگوٹھا دکھانے، چڑانے کا اقدام۔ اپنے عوام اور نوجوانوں کو سنجھا لئے کی بجائے جو بندوقیں تانے عملہ اپنوں کے لیے خود کش حملہ آور بنے ملک بھر میں کبھی کہیں جا گولیاں برساتے ہیں اور کبھی کہیں۔

امریکا خود القاعدہ کو ڈھونڈتا پھر رہا تھا! 71 سالہ مصری، ڈاکٹرز اور اسکالرز کے خاندان سے اٹھنے والا اخوانی ڈاکٹر ایمن (سرجن) جسے اسرائیل کے فلسطینیوں پر مظالم نے آتش بجا کر دیا۔ مصر کے اسرائیل سے امن معاهدے پر شدید احتجاج نے جیل پہنچا۔ (پہلی جیل 15 سال کی عمر میں کاٹی!) 'ہم اسلام کی فتح، کامیابی تک قربانیاں دیتے رہیں گے' کانغرہ جیل کی سلاخوں کے پیچھے سے لگایا۔ امت مسلمہ کے غم میں گھلتا ڈاکٹر روس کے خلاف جہاد میں افغانستان آیا تھا۔ اسی غریب الوطنی اور مہاجرت میں باہمیں نے اسے نشانہ بنانے کے بعد فخریہ کہا: نائن الیون کے 3 ہزار کو انصاف مل گیا۔ امریکی

بچوں کو چیزیں تلاشتے دیکھی جا سکتی ہیں۔ جنگ بندی فلسطینی تازہ قبروں پر بیٹھے جسمانی اور نفسیاتی زخموں کے مندل ہونے کے انتظار میں ہیں۔ دنیا کی سب سے بڑی جیل غزہ اسرائیل کے زمینی، بحری اور فضائی محاصرے میں، بے یار و مددگار ہے۔ 21 لاکھ فلسطینیوں کے امیر رشتہ دار یعنی مشرق و سطحی کے مالا مال ممالک اسرائیل سے پینگیں بڑھانے میں مصروف ہیں۔ اور یہ آنکھوں میں حسرت دیاس لیے یہی کہہ رہے ہیں۔ کوئی چارہ ساز ہوتا کوئی غم گسار ہوتا!

عورتوں کے جمگھٹے ان کے پیچھے لپکتے رہے۔

ادھر ملکی صورت حال، معافی کس مپرسی، روپیہ ڈالر کے See Saw (اوپر / نیچے) کا کھیل دیکھیے اور ریلوے افسران کی شان بے نیازی ملاحظہ ہو۔ 230 مسافر بوجیاں درآمد کرنے 93 افسران و اسٹاف کے 9 اگست کو چین جانے کی خبر آئی ہے۔ یاد رہے کہ ریلوے کو 45 ارب کے خسارے کا سامنا ہے۔ اس خبر کے مطابق 22 دن کے دورے پر یہ 100 ڈالر یومیہ الاؤنس وصول کریں گے۔ یہ سب ہماری پھنی جیبوں کو مزید چھڑانے کے سامان ہیں۔ تقریباً ڈھانی بوگی فی افسرا ملازم بنتی ہے۔ سر پر اٹھانا نے کی مزدوری ہم دیں گے؟ ویسے دیکھا جائے تو گزشتہ 75 سالوں میں ہمارے سمجھی بڑوں نے مل جل کر پاکستان کو رشک قمر بنادیا ہے۔ پہلے تو شق قمر کر گزرے مگر دنکڑے (اس عظیم اللہ کے تحفے کے) واپس جوڑنے کی نہ طاقت صلاحیت تھی نہ خواہش۔ جیسا چیل بے آب چاند ہے، بہت محنت سے پانچ دریاؤں سے لہلہاتی شاداب سرز میں کوہم نے دیا ہی بنا ڈالا ہے۔ افغانستان، چین سے ادرک، ہسن، پھل سبزی تک کے ہم محتاج ہیں۔ (زرعی زمینوں کی جگہ ہاؤ سنگ سوسائٹیاں اتحادیز بنا ڈالیں۔) پانی کم زراعت ختم۔ ہوا سلب۔ سانس لینا مہنگائی کے ہاتھوں دو بھر۔ قیمتیں سن کر سانس اندر جانے سے انکاری ہو جاتا ہے۔ خریدار کے قدم من من کے ہو جاتے ہیں اٹھائے نہیں اٹھتے۔ چاند کی سرز میں سماں حال ہو گیا۔ پچھلے وزیر سائبنس تو نیکنالوجی کے سر پر ہلاں نکلنے کے درپر رہے۔ قوم کی عیدیں رمضان الجھاوے میں ڈالنے کے محصے کھڑے کیے رکھے۔ یوں بھی چاند کی جگہ گھٹا ہٹ اپنی نہیں، مستعار ہے سورج سے۔ ہماری دنیا بھی امریکا کے بغیر، ڈالروں کے فرقاں میں تاریک ہونے لگتی ہے۔ البتہ ہاؤ سنگ سوسائٹیوں کی فنی مہارت ہماری دیدنی ہے! بھریہ والے بڑے میاں اب تک خلائی شش خریدنے کی مالی استطاعت تو پاچکے ہوں گے۔ اگر چاند پر کوئی قمر ہاؤ سنگ سوسائٹی لائچ کر دیں تو پاکستان ہی سے بہت سے خریدار میسر آ جائیں گے۔ ان کا کالا دھن چاند کی دودھیاروشی میں سفید ہو جائے گا۔ وہ سب جن کا پیسہ سنبھالے نہیں سنبھلتا۔ اب تو پیٹی آئی کے مقصد چڑیاں اکاؤنٹ دھڑا دھڑ ظاہر ہو رہے ہیں۔ اصولاً یہ سبھی یار ٹیوں کا چیڑا اسی، ریڑھی والا اکاؤنٹ کا پیسہ حق عوام

قیمت 50 روپے

سانچہ کر بلا

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی عزیمت و عظمت کے بیان پر جامع تالیف

بانی تنظیم اسلامی **ڈاکٹر احمد** رحمۃ اللہ علیہ

جامع اور مختصر مگر عام فہم اور محققانہ تاریخی تالیف کا مطالعہ کیجئے

مکتبہ خدام القرآن لاہور 36۔ کے ماذل ناؤن لاہور فون: 35869501-3
e-mail: maktaba@tanzeem.org

تازہ نشر
بولاں تا ستمبر
2022ء

قرآن دکھل

بیاد: ڈاکٹر محمد رفیع الدین — ڈاکٹر احمد

اس شمارے میں

- ☆ مسئلہ شودا اور وفاقي شرعی عدالت کا فیصلہ حافظ عاطف وحید
- ☆ ابو جعفر احمد بن ابراہیم الغرناطی ملاک التأویل^(۲۹)
- ☆ مدرسہ ڈسکورس پروفیسر حافظ قاسم رضوان
- ☆ کائنات کی مخلوقیت کا انکار ڈاکٹر محمد رشید ارشد
- ☆ نظامی تفہیم اور ہمہ گیر تحویل کا مسئلہ مکرم محمود
- ☆ مباحثہ عقیدہ^(۱۱) مؤمن محمود

افادات حافظ احمد یار رحمۃ اللہ علیہ "ترجمہ قرآن مجید مع صرفی و نحوی تشریح" (در محترم ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ کا دورہ ترجمہ قرآن بزبان انگریزی Message of The Quran تسلسل کے ساتھ شائع ہو رہا ہے

☆ صفحات: 96 ☆ قیمت فی شمارہ: 100 روپے ☆ سالانہ زرعی: 400 روپے

K-36، ماذل ناؤن لاہور

فون: 3-5869501-042

موصوف نے بانی محترم کے ہمراہ کئی اسفار کیے۔ کراچی کے سینئر رفقاء اب تک ان کو یاد کرتے ہیں۔

موصوف ہر دم خدمتِ خلق کے لیے سرگرم رہتے۔ سالانہ اجتماع پر ناظم پنڈال کی ذمہ داری عرصہ 10 سال سے ادا کر رہے تھے۔ نماز کی صفوں کا اہتمام اور قرآن مجید رکھنے کا انتظام خود کرتے تھے۔ بیواؤں، غیر بیووں و ضرورتمندوں کا خیال رکھتے۔ جو بھی ان سے اپنی ضرورت کا اظہار کرتے اس کی ہر ممکن مدد فرماتے۔ موصوف عرصہ 3 سال سے ہڈیوں کے کینسر کی تکلیف میں مبتلا تھے اور زیر علاج تھے۔ مورخہ 27 جولائی 2022ء بروز بدھ کو اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئے۔ ان اللہ وانا الیہ راجعون۔ موصوف نے سو گواراں میں ایک بیوی، بیٹی اور چار بیٹے چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائیں اور پسمندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ کثیر تعداد میں لوگوں نے نمازِ جنازہ میں شرکت کی۔ اپنے آبائی گاؤں میں ان کی تدفین اپنے گھر کے سامنے واقع قبرستان میں ہوئی۔ ملتان سے بھی 60 کے قریب رفقاء شریک ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی آخرت کی منزلیں آسان فرمائے۔ آمين!

تحریک خلافت و تنظیم اسلامی کے ایک اور سرگرم ساتھی محترم ناصر علی انیس خان بھی چلے گئے

شوکت حسین النصاری

چھوڑ کر پر اپنی ڈیلر کا کام شروع کیا۔ 1997ء سے 2022ء تک ملتان میں ہی رہے۔ بہت فعال رفیق تھے۔ ماہ رمضان المبارک میں سحر و افطار اور دورہ ترجمۃ القرآن کے لیے مقدور بھر عطیات کا انتظام کرتے۔ 2010ء کا سیلاب کا موقع تھا ضلع مظفر گڑھ، کوٹ ادھ کا علاقہ سیلاب کے زیر اثر آگیا۔ موصوف نے سیلاب زدگان کی امداد کے لیے بہت کام کیا۔

لوگوں کو مالی امداد کے ساتھ ساتھ گھروں کی تعمیر، خیمه جات کی فراہمی تک کام کیا۔ ایک سفر میں رقم الحروف بھی ان کے ہمراہ تھا۔ رات کے ایک بجے تک امدادی سامان کشیوں پر لاد کر بستی کے لوگوں کو پہنچایا گیا۔

تحریکیوں اور جماعتوں میں بعض ایسے مخلص کارکن و ساتھی بھی ہوتے ہیں جو تحریکیوں کی جان ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی تحریک خلافت و تنظیم اسلامی کے ایک متحرک و فعال کارکن محترم ناصر علی انیس خان بھی عمر بھر سرگرم ساتھ رہے۔ موصوف جنوبی پنجاب کے ضلع مظفر گڑھ کے ایک گاؤں جادہ چانڈیہ بستی چھٹن میں 3 مارچ 1960ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مظفر گڑھ شہر سے حاصل کی پھر 24 سال کی عمر میں روزگار کی تلاش میں شہر کراچی کا رخ کیا۔ موصوف نے جوانی میں تبلیغی جماعت، ڈاکٹر سعود الدین اور مولانا مودودی کی تحریکیوں کے ساتھ پچھ وقت گزارا۔ پھر 1984ء میں ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی تنظیم میں شمولیت اختیار کر لی، جو کہ تادم آخر تک قائم رہی۔

موصوف نے کراچی میں روزگار کے سلسلے میں مختلف کام کیے۔ پھر انہم خدام القرآن سندھ کے دفتر میں بھی اعزازی خدمات سر انجام دیں۔ تنظیم اسلامی حلقة سندھ کے دفتر میں ملازمت بھی کی۔ موصوف کی رہائش کراچی کے پوش علاقہ طارق بلڈنگ ڈرگ روڈ کینٹ کراچی میں تھی۔

مارچ 1996ء میں انہم خدام القرآن کی خدمات سے مغدرت کر لی۔ موصوف کو 1990ء سے دہ کی تکلیف شروع ہوئی۔ کراچی کی آب و ہوا ان کی صحت کے لیے موزوں نہ رہی۔ بالآخر 15 اگست 1993ء کو تنظیم کی ملازمت چھوڑ کر اپنے آبائی گاؤں واپس آگئے۔ 21 اگست 1997ء نے انہوں نے اپنی آمد کی اطلاع اس وقت کے امیر حلقة پنجاب جنوبی جناب مختار حسین فاروقی مرحوم کو دی۔ پھر کچھ عرصہ حلقة کے آفس میں بطور ناظم منفرد رفقاء ذمہ داری بھی ادا کی۔ موصوف نے مظفر گڑھ شہر میں الہدی کٹ پیس کلاٹھ سیل کے نام سے کاروبار بھی کیا۔ پھر قرآن اکیڈمی ملتان میں شافت ہو گئے۔ 4 سال یہاں ناظم مکتبہ کی ذمہ داری ادا کی۔ بعد میں ملازمت

رفقاء متوجہ ہوں ان شاء اللہ

بمقام ”مسجد عائشہ، پیل باغ، کواری روڈ کوئٹہ، حلقة بلوچستان“ میں
26 اگست 2022ء (بروز جمعۃ المبارک نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

احسان و تحسین و معاونین ترجیحی و مشاہدی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے

نوٹ: درج ذیل موضوع پر باہمی مذاکرہ ہو گا۔

ذمہ داران سے گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لا سکیں۔

☆ اسلام کا انقلابی منشور (سیاسی سطح پر)

زیادہ سے زیادہ امراء، نقباء و معاونین پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لا سکیں۔

برائے رابطہ: 081-2842969 / 0333-7860934

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 78-35473375 (042)

Revitalization of Faith: The Necessary Precondition of an Islamic Renaissance

Modern rationalistic and pseudo-scientific interpretations of Islam are quite alien to Islam itself and lack a direct link with the original mission of the Prophet (SAAW). They are devoid of the spiritual message which is the heart of the Qur'anic revelation. They fail to appreciate Islam as a spiritual and metaphysical tradition. But since Islam is essentially based on inward faith known in Arabic as Iman, its renaissance can never be brought about without first reviving and indeed revitalizing the faith of a large part of the Muslim community. There is no denying the importance of political freedom and the independence of Muslim countries and these have undoubtedly contributed to generate greater awareness of Islamic values and ideals. Similarly, the idea of an Islamic way of life and confidence in its superiority over other ideologies has been useful to a limited extent and deserves our praise. The movements which were launched in the past, or those still engaged in advancing the cause of freedom are in fact contributing partially and in their own way, to the revival of the Islamic message. But the most real and fundamental task in this regard still remains to be done. It is imperative for the entire intelligentsia of the Muslim world to pay attention to – and whosoever realizes its real importance should strive for – the cardinal principle that a forceful movement be launched for reviving and revitalizing the Iman in the whole of the Muslim Ummah. In this way, Iman must be transformed from mere verbal attestation (*Qaal*) to an inward existential faith (*Haal*).

Iman is essentially attestation of, and inner faith in, some metaphysical truths. The first step towards attaining this faith is to believe more firmly in some truths even though they are not observable or perceptible, and to hold the things heard by the

heart to be more trustworthy than the things heard by the ear. Belief in the unseen (*Iman Bilghaib*) is the first and foremost condition of Iman and this requires a radical change in the thought system and in the point of view of the believer. According to this new perspective, the whole order of creation should be taken as nothing more than a fleeting appearance or shadow, whereas the existence of God should be felt as an eternally living Reality. Contrary to the view that the universe is a chain of eternally present and uncreated causes and effects, or that the world is governed by 'natural' forces and rigid mechanical laws, the Will of God, His design and purpose should be 'seen' and felt in operation at all times and in all parts of the cosmos. Matter is looked upon as insignificant, and the soul is thought to be man's essence. The locution *Insan* (man) is not to be attributed to man's animal and corporeal body but to the Divine spirit, the presence of which makes man superior to angels. Worldly life should appear to be transitory and unreal, and life Hereafter should alone be taken as real and ever-lasting. The pleasure of God should be held as more valuable than the attainment of all the riches of this world. And, according to a saying of the Prophet (SAAW), the riches of this world should not even be assigned a value equal to a mosquito's wing. Let it be clearly and distinctly understood that unless and until a major portion of the Muslim Ummah really undergoes this profound transformation in thought and belief, the vision and the fond hope of an Islamic renaissance can never be realized.

Ref: "Islamic Renaissance: The Real Task Ahead", by Dr Absar Ahmad (pages 19-21); English translation of the booklet

"میں کہا تو؟" by Dr Israr Ahmad (RAA)

Weekly

Nida-e-Khilafat

Lahore

MULTICAL-1000**Calcium Lactate Gluconate**

*Energize the Summer
with Calcium advantage
Takes away Malaise,
Fatigue & Heat Exhaustion*

MULTICAL -1000

micronutrients (Vitamins + Minerals) Add Value to the Patients
Complaining Fatigue, tiredness and Low energy Level



NABIQASIM INDUSTRIES (PVT) LTD
5th Floor, Commerce Centre, Hasrat Mohani Road, Karachi-Pakistan
Email: info@nabiqasim.com website: www.nabiqasim.com UAN 111-742-762

your
our Health Devotion